ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیاد

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

نور اللہ مرقدہ

۱۶ ستمبر ۱۹۸۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ -/۲ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح — محمد سعید الرحمٰن علوی

مسلمانوں کی رسوائی کا سبب اور اس کا علاج

قال علیہ السلام اِذَا تَبَایَعْتُمْ بِالْعِیْنَۃِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِیْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَکْتُمُ الْجِہَادَ سَلَّطَ اللّٰہُ عَلَیْکُمْ ذُلًّا لَا یَنْتَزِعُہٗ حَتّٰی تَرْجِعُوْا اِلٰی دِیْنِکُمْ۔ (ابوداؤد)

دنیا میں اس وقت مسلمان قوم کی آبادی کم و بیش ایک ارب ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی آبادی ہے۔ جس کی اہمیت کو نظرانداز کسی صورت نہیں کیا جا سکتا۔ اس آبادی کا ایک حصہ وہ ہے جو ان ممالک میں آباد ہے جہاں بنیادی طور پر خلاف اسلام حکومتیں قائم ہیں اور ایک بڑا حصہ وہ ہے جو خود مختار مسلم ممالک میں آباد ہے جن کی تعداد کئی درجن ہے لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ غیر مسلم ممالک میں موجود مسلمان ہی نہیں خود مسلم ممالک کے مسلمان بھی خیر و عافیت سے محروم ہیں اور آج ان کی حالت پر انوری کا شعر فٹ آتا ہے ؎

ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بر دیگراں قضا باشد
بر زمین نا رسیدہ می پرسد
خانہ انوری کجا باشد

اس صورت حال کا سبب کیا ہے؟ یہ سوال ہر مسلمان کے ذہن میں ہے، زبانوں پر آتا ہے لیکن تسلی بخش جواب نہیں ملتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے زندگی کے باقی مسائل کی طرح اپنی ذلّت و رسوائی کے اسباب کی تلاش میں بھی غلط رُخ اختیار کر لیا ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ اس کا سبب ہمیں اللہ تعالٰے کی آخری کتاب اور اس کے آخری رسول علیہ السلام سے معلوم کرنا چاہئے۔

چنانچہ مندرجہ بالا حدیث اس سوال کا واضح جواب ہے۔ لیکن ہم اس کے ترجمہ سے قبل ایک دوسری روایت کا ترجمہ پیش کرینگے جو ابوداؤد شریف میں موجود ہے اور وہ بھی گویا اس سوال کا ہی جواب ہے۔ گویا یہ دونوں ارشاد ایک دوسرے کی ایک طرح تائید کرتے ہیں۔

"قریب ہے کہ قومیں تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں جس طرح اپنے پیالہ پر کھانے والے ٹوٹتے ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالٰے علیہ و اصحابہ وسلم) کیا ہماری تعداد اس وقت کم ہو گی؟ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں! تمہاری تعداد بڑی ہو گی لیکن تم سیلاب کے جھاگ بن جاؤ گے۔ اور اللہ تعالٰے تمہارے دشمن کے دل سے تمہاری ہیبت اور خوف نکال دے گا۔ اور تمہارے دلوں میں "وھن" ڈال دے گا۔ کسی نے عرض کیا۔ حضور "وھن" سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا۔ دنیا کی محبت اور موت سے نفرت"

(باقی ۹ پر)

باتیں اُن کی یاد رہیں گی	حضرۃ لاہوریؒ کے ارشاداتِ عالیہ کا مسلسل انتخاب

حق تلفی ایک مہلک روحانی بیماری ہے

(۲)

اللہ تعالٰے کی حق تلفی

عبادت کا حکم ۱ء

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ۔

(سورہ الانبیاء ع ۲ - پ ۱۷)

ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا جس کی طرف یہ وحی نہ کی گئی ہو کہ میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ سو میری ہی عبادت کرو۔

(۲ء)

وَ اَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝

(سورہ الانبیاء ع ۶ پ ۱۷)

ترجمہ: اور میں تمہارا رب ہوں۔ پھر میری ہی عبادت کرو۔

(۳ء)

یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ۝

(سورہ العنکبوت ع ۶ پ ۲۱)

ترجمہ: اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو۔ میری زمین کشادہ ہے پس میری ہی عبادت کرو۔

حاصل تینوں آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالٰے بار بار اپنی عبادت کا حکم فرما رہا ہے۔ عبادت کی تفصیل میں بہت سے کام آتے ہیں۔ سب سے پہلا کام نماز ہے۔

نماز کے متعلق تاکید ۱ء

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ ذکر الصلوٰۃ یوما فقال من حافظ علیھا کانت لہ نورا و برھانا ونجاۃ یوم القیٰمۃ ومن لم یحافظ علیھا لم تکن لہ نورا ولا برھانا ولا نجاۃ وکان یوم القیٰمۃ مع قارون وفرعون وھامان وابی بن خلف

(رواہ احمد والدارمی والبیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جس نے نماز پر حفاظت کی یہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور اور اس کے ایمان پر واضح دلیل اور نجات کا ذریعہ ہو گی۔ اور جس شخص نے اس (نماز) پر حفاظت نہ کی۔ اس کے لئے نہ نور ہو گی اور نہ اس کے ایمان پر واضح دلیل ہو گی۔ اور نہ نجات کا ذریعہ ہو گی اور وہ (بے نماز) قیامت کے دن قارون اور فرعون اور ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہو گا۔

ابی بن خلف کون تھا؟

یہ وہ مشرک تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی لڑائی میں اپنے ہاتھ سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۱۱

۸ ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ • ۱۶ ستمبر ۱۹۸۳ء

— رئیس الادارہ —

شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

— مجلس ادارت —

مولانا محمد اجمل قادری

محمد سعید الرحمٰن علوی

ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی • مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر: مولانا عبید اللہ انور

مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

مساجد کا معاملہ

روزنامہ نوائے وقت کے کالم "نوربصیرت" کو ملاحظہ فرمائیں:۔

"مسجدیں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں، یہاں کا ماحول پاکیزہ ہونا چاہیئے۔ نماز کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ یقیناً فحش اور ناپسندیدہ کاموں سے روکتی ہے۔ اس لئے نمازیوں کی طرف سے فحش گوئی اور ناپسندیدہ حرکات کے ارتکاب سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ان کی نمازیں صحیح نمازیں نہیں۔

اختلافِ رائے ہو جانا کوئی ایسی بات نہیں۔ مگر یہ اختلاف نیک نیتی پر مبنی ہونا چاہیئے۔ بدنیتی یا نفس پرستی پر مبنی نہیں ہونا چاہیئے۔ مسجد کے معاملات آپس میں بیٹھ کر خود طے کر لینے چاہیئے۔ انہیں عدالتوں میں لے جانے سے گریز کرنا چاہیئے۔ اگر نیت نیک ہوگی تو باہمی مصالحت کی کوئی صورت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن اگر طوعاً و کرھاً معاملہ عدالت میں لے جانا پڑے تو وہاں بیانات صحیح دینے چاہئیں۔ کاغذات درست پیش کرنے چاہئیں، گواہیاں سچی ہونی چاہئیں۔ مسجدوں کے معاملات میں نمازیوں کی طرف سے غلط بیانات، جھوٹی گواہیاں اور جعلی دستاویزات پیش کرنا شرمناک ہے۔

لیکن اس سے بھی زیادہ شرمناک بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ فریقین ایک دوسرے کو مرعوب کرنے کے لئے پیشہ ور غنڈوں کو مسجدوں میں لے جاتے ہیں اور ان کی مدد سے مخالف فریق کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس سے پہلے نہ غنڈوں کو مسجدوں کے معاملات میں دخل دینے

قتل کیا تھا۔

(۲)

عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ کتب الی عمالہ ان اھم امورکم عندی الصلوٰۃ من حفظھا وحافظ علیھا حفظ دینہ ومن ضیعھا فھولما سواھا اضیع (الحدیث رواہ مالک)

ترجمہ: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے اپنے سرکاری عہدہ داروں کو لکھا۔ تمہارے سب کاموں میں سب سے زیادہ ضروری میرے نزدیک نماز ہے۔ جس نے اس پر خود حفاظت کی اور دوسروں سے حفاظت کرائی۔ اس نے اپنے دین کی حفاظت کر لی۔ اور جس نے اس نماز کو ضائع کیا وہ باقی ذمہ داریوں کو اور زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

اتنی اہمیت

اسلامی احکام میں کلمہ طیبہ کے اقرار کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اسلام اور کفر کی تمیز فقط نماز پر ہوتی تھی۔ اسی لئے ہر مسلمان کہلانے والے کو نماز ضرور ہی پڑھنی پڑتی تھی۔ خواہ دل میں اسلام کا دشمن ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں جو منافق تھے وہ دل میں اسلام کے دشمن تھے مگر انہیں بھی نماز پڑھنی پڑتی تھی ان کے نمازی ہونے کی شہادت قرآن مجید میں موجود ہے:۔

انّ المنٰفقین یخٰدعون اللہ و ھو خادعھم ج و اذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراءون الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا ٥ (سورۃ النساء۔ ع ۲۱ - پ ۵)

ترجمہ: بے شک منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں اور وہی ان کو فریب کی سزا دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں، لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں۔

حاصل یہ نکلا۔ باوجودیکہ منافق اسلام کے دشمن تھے مگر انہیں بھی اسلام کا امتیازی نشان یعنی نماز پڑھنی پڑتی تھی۔ آج کل مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ غالباً پانچ فیصد بمشکل نمازی ہوں گے باقی سب بے نماز۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کے حقِ عبدیت کی حق تلفی نہیں ہے۔

(۱)

دوسری حق تلفی

ولا تشرکوا بہ شیئا الآیہ۔ (سورۃ النساء ع ۶ پ ۵)

ترجمہ: اور کسی کو اس (اللہ) کا شریک نہ کرو۔

شرک یہ ہے کہ انسان کو جو تعلق اللہ تعالیٰ سے رکھنا چاہیئے۔ اسی قسم کا تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے۔ مثلاً کسی کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا روزی میں تنگی یا وسعت کرنے والا یا بیماری سے شفا دینے والا خیال کرے۔ حالانکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ انسان کی ان تمام حاجتوں میں اللہ تعالیٰ ہی کام آنے والا ہے۔ قرآن مجید کی تعلیم سے ناواقفیت کے باعث اکثر مسلمان شرک میں مبتلا ہیں۔ کیونکہ انہیں توحید و شرک میں تمیز نہیں ہے۔ (باقی باقی)

بقیہ : شذرہ

ہیں، پاکستان کے خلاف مرزائی کا منفی ذہن، مبلّغ ختم نبوّت مولانا محمد اسلم قریشی کا اغوا، ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی پذیرائی اور کتنی باتیں ہیں جو درد سری کا باعث ہیں۔

خدا کرے ہماری حکومت ہوش و تدبّر سے کام لے کر ان مسائل کا صحیح حل نکالے تاکہ وطن عزیز خیریت کے ساتھ اپنا

کی جرأت ہوتی تھی، نہ کوئی نمازی مسجد کے تنازعہ میں غنڈوں کی مداخلت پسند کرتا تھا۔

اس صورت حال کا ایک سبب تو فرقہ پرستی ہے بعض فرقوں کے لوگ دوسروں کی بنائی ہوئی مساجد پر زبردستی قابض ہونے کی کوشش کرتے ہیں جس سے معاملات بگڑ جاتے ہیں۔ بلکہ اب تو یہ صورت ہو گئی ہے کہ جو شخص اعتدال پسند ہو اس کے لئے مساجد میں کوئی جگہ ہی نہیں رہی۔ دوسرا سبب لوکل باڈیز کے الیکشنوں کے لئے مسجدوں میں پراپیگنڈہ کرنے کی اجازت دینا ہے اس سے مساجد کی فضا خراب ہوتی ہے۔ لیکن اصل سبب نماز اور دیگر ارکان شریعت کی ظاہری صورت پر زور اور ان کی روح کو نظرانداز کرنا محض شائستگی کو کردار سمجھ لینا اور حق گوئی اور انصاف پسندی سے گریز ہے۔"

(نوائے وقت لاہور یکم ستمبر ۸۳ء)

کالم نگار نے جو کچھ لکھا ہے وہ بلاشبہ صحیح اور درست ہے اور ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اور مختلف فرقوں کے ذمہ دار حضرات اس سنگین صورت حال کی طرف توجہ دیں اور محسوس کریں کہ اللہ کے مقدس گھروں میں جو یدھ رچایا جا رہا ہے وہ اسی طرح رہا تو اس کا انجام مساجد کی بربادی کی شکل میں ہوگا۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے گھر برباد ہوں گے تو پھر کس کا گھر کیسے سلامت رہے گا؟

مساجد میں ہنگامہ آرائی کی شکایت سارے ملک میں ہے اور لاہور شہر میں جو پاکستان کا دل شمار ہوتا ہے، اَن گنت مساجد میں اس قسم کی صورت حال ہم نے خود دیکھی جسے دیکھ کر انتہائی دکھ ہوا۔

بعض مخصوص فرقے معاشرے میں اپنی مزعومہ اکثریت کی بنیاد پر دوسروں کی مساجد میں چڑھ دوڑتے اور پھر وہاں وہ سب کچھ کرتے ہیں جس کا شرعاً، اخلاقاً، دیانتہً کوئی جواز نہیں ــــــ کالم نگار نے جس طرح لکھا ہے کہ پیشہ ور غنڈوں تک کو اس معاملہ میں ملوث کیا جاتا ہے اور ان سے کام لیا جاتا ہے ــــــ ہم نے اس کا مظاہرہ دیکھا اور اس پر بے حد افسوس بھی ہوا اور ندامت و شرمندگی بھی۔

ہمیں موجودہ سربراہ مملکت سے ملاقات کا ایک مرتبہ موقعہ ملا کچھ دوسرے علماء بھی موجود تھے۔ وہ وقت ایسا تھا کہ لاہور میں متعدد مساجد ہنگامہ آرائی کا شکار تھیں اور بعض مساجد تو سیل بند تھیں اور ان پر پولیس کے پہرے تھے۔ ہم نے سربراہِ مملکت سے درخواست کی تھی کہ آپ اپنے برسرِاقتدار آنے کے دن سے ایک آرڈیننس کا انتظام کریں تاکہ مساجد کا تحفظ ہو جائے اور جو لوگ ان کے امن کو تہہ و بالا کریں انہیں سنگین اور عبرت ناک سزا دی جائے ــــــ

سربراہِ مملکت نے اسی مشورہ کو توجہ سے سنا اس میں دلچسپی لی لیکن دو سال سے زائد کا وقت اس قصہ کو گزر گیا۔ نتیجہ معلوم نہیں؟

اس کے ساتھ ہی ہم نے انہی کالموں میں کئی مرتبہ لاؤڈ سپیکر کے متعلق لکھا کہ اس پر قدغن ضروری ہے قومی اخبارات اور رسائل میں اس عنوان پر اکثر و بیشتر لکھا گیا ہے اور "یوم پاکستان" (۱۴ اگست) کے حوالہ سے "جنگ" کے مشہور کالم نگار عبدالقادر حسن صاحب نے ایک مولوی صاحب کا لکھا کہ کس طرح علی الصباح انہوں نے لاؤڈ سپیکر کھول کر پاکستان، اس کے جھنڈے اور اس دن کے خلاف زہر اگلا۔ ویسے بھی وقت نا وقت

جس طرح لاؤڈ سپیکر کھول کر بلاوجہ غوغا کیا جاتا ہے وہ انتہائی پریشان کن ہے اور خطرہ ہے کہ یہی صورتِ حال رہی تو نئی نسل اسلام اور مساجد سے بالکل بیگانہ ہو جائے گی جس کی تمامتر ذمہ داری اربابِ حکومت اور مذہبی طبقات پر ہو گی ــــــ اگر حکومت چھ ماہ کے لئے تمام مساجد کے لاؤڈ سپیکر محافظ خانہ میں بند کرا کے رکھ دے تو مساجد میں اٹھنے والے مسائل کا ۷۵ فیصد حصّہ ازخود دم توڑ جائیگا۔ اور یہ امت پر احسان ہوگا۔

کالم نگار نے جیسا کہ لکھا ہے کہ بلدیاتی الیکشن کے ضمن میں مساجد میں پروپیگنڈا بھی فساد کا باعث بنتا ہے ــــــ اور یہ بات بالکل صحیح ہے کیونکہ چند دن قبل لاہور کی ایک عظیم مسجد میں جو خوفناک جھگڑا ہوتے ہوتے رہ گیا اور پولیس نے اس پر قابو پا لیا اس کا سبب بلدیاتی انتخابات ہی ہیں ــــــ اور لاہور کارپوریشن کے بعض ذمہ دار عزیزوں نے گذشتہ عرصہ میں اس سلسلہ میں جو رول ادا کیا وہ بھی کوئی ڈھکا چھپا نہیں اس لئے ہم ایک بار پھر کالم نگار کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے حکومت سے مساجد کے تحفّظ کی درخواست کرتے اور لاؤڈ سپیکر پر مکمل پابندی کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ یہ مسائل اپنی موت آپ مرجائیں اور خدا کے گھروں میں سکون کے ساتھ عبادت ہو سکے۔

علوی
۱۲ ستمبر ۱۹۸۳ء

چند مراسلات کے حوالہ سے

○ "پاکستان ٹائمز" سرکاری پرچہ ہے اس کے مراسلاتی ایڈیٹر کے متعلق ہمیں ذمہ دارانہ طریق سے ایک خط موصول ہُوا ہے کہ وہ مسلسل اس قسم کے مراسلے چھاپ رہا ہے جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کی قبر سرینگر میں ہے۔ اور اب تو حضرت موسٰی علیہ السلام کی قبر سرینگر میں ہونے کا بھی اس نے مراسلہ چھاپا ہے ــــ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے فوت ہونے اور سرینگر میں مدفون ہونے کا عقیدہ باطلہ مرزائی امّت کا ہے۔ اس پس منظر میں یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ یہ ایڈیٹر کون ہے اور کس کا نمائندہ ہے۔؟

○ ایک مراسلہ بھکّر سے موصول ہُوا ہے جس میں مراسلہ نگار نے واپڈا کے چیف آڈیٹر ایم، واقی خان (مرزائی) کے ہاتھوں دفتر میں نماز کی پابندی اور بعض مسلمان ملازمین بالخصوص مراسلہ نگار کو ازحد پریشان کرنے کا قصہ بڑی تفصیل سے لکھا گیا ہے اور مراسلہ نگار نے دھائی دی ہے کہ اس مرزائی افسر کے شرو فساد سے ہمیں بچانے کی سبیل کی جائے۔

○ کراچی سے ذمہ دار، مجاہد عالم دین مولانا محمد زکریا نے لکھا ہے کہ پچھلے دنوں فیڈرل بی ایریا کراچی سے ایک بارات انچولی کے علاقہ میں آئی۔ شیعہ حضرات نے انہیں چیلنج کر دیا کہ آج تم بچ کر نہیں جاؤ گے اور پھر ان پر حملہ کر دیا۔ اور پھر ستم یہ کہ پولیس نے یک طرفہ کارروائی کی۔ اگر "پاکستان سنی اتحاد" بر وقت مداخلت نہ کرتا تو صورت حال بے حد بگڑ کر ایک مرتبہ پھر خرابی کا باعث بنتی۔

بین الاقوامی حالات، پاکستان کے ایک صوبہ سندھ کی سنگین صورت حال، اِدھر سرحدی ریاست پر افغانستان کے حوالہ سے مشکلات اور پریشانیاں، ہمارے مقدس مقامات مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خمینی صاحب کے نمائندوں اور ایرانی حجاج (؟) کی ہنگامہ آرائی ــــ الغرض کس کس مصیبت کا رونا رویا جائے اس پر مستزاد یہ وا

(باقی ہے)

مجلسِ ذکر — ضبط و ترتیب : ادارہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے اقوال و اعمال کا نام تصوف ہے

پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :-

محترم حضرات و معزز خواتین!

ہم یہاں اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور سیکھنے کی غرض سے اکٹھے ہوتے ہیں ——— سیرت رسول علیہ السلام جن مقدس اعمال کا مرقع ہے ان میں وہ ساری چیزیں موجود ہیں جو ارباب تصوف و طریقت نے اختیار کر رکھی ہیں آج کل مشکل یہ ہے کہ بعض لوگ سلوک و طریقت کے ویسے منکر ہو گئے اور کچھ نے ہر بدعقیدہ اور بدعمل و بے عمل کو مرشد و رہنما سمجھ لیا۔ حالانکہ رب العزت نے سالکین راہِ حق کو اپنے دوستوں کے مقدس عنوان سے یاد کیا اور بتلایا کہ وہ ہر قسم کے خوف و غم سے آزاد رہیں گے یہ لوگ ایمان و تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر پورے اترتے اور ان صفات کاملہ سے متصف ہوتے ہیں بغیر ایمان و تقویٰ صوفی اور سالک راہ طریقت کا کوئی تصور نہیں۔ اور ایسے لوگ شیطان کے دوست تو ہوتے ہیں اللہ کے نہیں۔ عارف شیرازی نے اس لئے وصیت کی کہ ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نہ باید داد دست

اس راہ کے ایک مسافر نے بہت خوب بات کہی کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کے اعمال و اقوال ہی صوفیاء کی بنیاد ہیں۔ یہ حضرات نبی علیہ السلام کی اتباع کو ضروری اور لازمی خیال فرماتے اور آپ کے شخصی مذہبی اسوہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے۔"

اور تیسری صدی کے ایک عظیم صوفی بزرگ ارشاد فرماتے ہیں۔ "تمام راستے مکمل طور پر بند ہیں اگر کوئی راستہ ہے تو محض وہ جو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم کا ارشاد فرمودہ ہے۔

بہرحال عزیزو! رسول اکرم علیہ السلام کی صحبت میں ایسی تاثیر تھی کہ جو صدق دل' خلوص نیت اور تلاش حق کا سچا جذبہ لے کر آیا وہ اگرچہ چند لمحات کے لئے آیا لیکن کھرا سونا بن کر نکلا۔ بعد کے ادوار میں ظاہر ہے کہ ایسی بات ممکن نہ تھی۔ تاثیر صحبت اس درجہ کی باقی نہ رہی اور وقت گذرنے کے ساتھ دین کے باقی شعبہ جات کی طرح یہاں بھی

کمزوریاں واقع ہوتی چلی گئیں۔ اس لئے ہمارے اکابر و مشائخ نے اوراد و اذکار کا سلسلہ اختیار کیا۔ جو بنیادی طور پر قرآن و سنت سے ثابت ہیں۔ آخر قرآن میں جگہ جگہ ذکر الٰہی کا تذکرہ ہے اور سیرت رسول سے محاسبہ و مراقبہ اور اعتکاف وغیرہ چیزیں ثابت ہیں۔ اس لئے وہ حضرات جو فرائض واجبات دین کا پورا پورا لحاظ رکھتے ہیں جن کی زندگی میں خلاف شرع حرکات نہ ہوں اور جو بدعات سے مکمل طور پر احتراز کر کے سنن ہدیٰ اور اتباع رسول کا اہتمام کرتے ہوں ان سے ربط و تعلق ان سے بیعت ہونا جیسی باتیں شرعاً درست اور صحیح ہیں۔ اور انہی حضرات کی کاوش و کوشش سے اللہ رب العزت باطنی روشنی نصیب فرما دیتے ہیں اپنے حضرت کو دیکھیں! بچپن میں گھر سے نکلے۔ تعلیم و تربیت کی کٹھن راہوں سے گذرے ۴۰ سال کی محنت کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مقام پر پہنچا دیا۔ کہ آج ان کی وفات کے ۲۰ برس بعد بھی ان کا نام زندہ ہے اور اس طرح کہ چاردانگ عالم میں لاکھوں عقیدتمند ان کے حوالہ سے بات کرتے اور روحانی تسکین حاصل کرتے ہیں۔ یہ اللہ کے دین اور اس کے ذکر کی برکت ہے۔ سچ ہے کہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو اپنے نام کی لذت و شوق نصیب فرمائے۔

وآخر دعوانا ان
الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ : احادیث الرسولؐ

اس کے بعد اس ارشادِ نبوی کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ جو ہم نے ابتدا میں نقل کیا :-

"جب تم سود کے ساتھ خرید و فروخت کرنے لگوگے اور گایوں کی دُم پکڑے رہوگے اور کھیتی باڑی میں (کارخانہ، تجارت، دکان سب اس میں شامل ہیں) مگن رہوگے اور جہاد چھوڑ دوگے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا جس کو اس وقت تک نہ اٹھائے گا جب تک تم دین کی طرف واپس نہ آ جاؤ گے"۔

اپنی موجودہ ذلت، رسوائی، بدبختی و نامرادی کا جائزہ لیں۔ اپنی تعداد پر غور کریں اور پھر صادق و مصدوق قائدنا الاعظم الاکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشادات پر نظر ڈالیں تو اپنی نامرادیوں کا واضح سبب نظر آ جائے گا نہ صرف اس کا سبب بلکہ علاج بھی۔ اور وہ ہے دین اسلام اور بالخصوص اس کے عظیم شعبہ جہاد کی طرف واپسی، جس سے آج ہر فرد، راعی، رعایا، عالم، جاہل، چھوٹا بڑا، شیخ اور مرید سبھی غافل ہیں۔ اس لئے ضروری اور لازم ہے، کہ مسلمان قوم اصلیت کی طرف پلٹے کہ اسی میں کامیابی اور سربلندی کا راز مضمر ہے۔

بقیہ : چیف جسٹس ---

یہ نہیں معلوم کہ کتنا عرصہ گذرا لیکن ایک دن قاضی صاحب عدالت نہیں گئے یہ غیر حاضری کا پہلا موقع تھا۔ لوگ انہیں دیکھنے گھر پہنچے۔ ایک کوٹھڑی میں وہ کھری چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ لوگ پہنچے تو اٹھ بیٹھے بولے۔ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اب مزید خدمت نہیں کر سکتا میں نے حکومت سے کہا ہے کہ اب مجھے چھوڑ دیا جائے۔ آج یہ اجازت مل گئی ہے۔ ادھر سسلی کے لوگوں نے روتی آنکھوں انہیں رخصت کیا۔ ادھر سوس والے ان کے لئے چشم براہ تھے۔ وہاں پہنچے تو قاضی صاحب بولے --- دیکھو لو! جو ساتھ لے گیا تھا وہی میرے

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

جہاد اسلامی اور اس کے ترک کے نقصانات

امتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا واحد علاج دین کی طرف رجوع ہے!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ :۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :۔

هُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔ صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم حضرات و معزز خواتین!

یہ آیت کریمہ سورۃ توبہ اور سورۃ صف میں انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے۔ اس آیت کو ہمارے مولانا سندھی قدس سرہٗ بڑی اہمیت دیتے اور قرآنی تعلیم کا ماحصل بتاتے۔ اس کا ترجمہ ہے :۔

"وہی تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کرے۔ اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں"۔

حضور نبی مکرم علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کی خصوصیات کے عنوان سے دو جمعوں میں کچھ گذارشات سامنے آچکی ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ جہاد اسلامی بھی آپ کے دین کی خصوصیات میں شامل تھا اور دعوتِ دینی کے ارکان میں اس کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ اس مبارک عمل کا مقصد وہی تھا جس کا ذکر اوپر کی آیت میں ہے یعنی اللہ کا دین غالب آجائے۔

اس مضمون سے ملتی جلتی آیات اور بھی ہیں مثلاً سورۃ انفال کی آیت ۳۹ میں ہے :۔

"اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہو جائے"۔

علامہ ابن قیمؒ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

حضرت علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب زاد المعاد میں اس مقدس اسلامی عمل کے متعلق لکھا ہے کہ

"جہاد اسلام کے ایوان کا بلند کنگرہ ہے اور دنیا میں جس طرح مجاہدین کو بلندی مرتبت حاصل ہے اسی طرح انہیں جنت میں بھی مقام رفیع حاصل ہوگا ــــ حضور علیہ السلام سیدالمجاہدین ہونے کے سبب سب سے بلند چوٹی پر فائز تھے اور جہاد کی جملہ اقسام آپ کی مبارک زندگی میں بطریق اتم موجود تھیں۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے قلب و جگر، دعوت و تبلیغ اور سیف و سنان الغرض ہر طریق سے جہاد کا حق ادا کیا۔ آپ کے جملہ اوقات قلبی، لسانی اور جسمانی جہاد کے لئے وقف تھے۔ اسی لئے دنیا میں آپؐ سے بلند تر اور اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب و مقرب تھے"۔

جہاد کی اقسام اور ان کی مشروعیت

ابن قیمؒ قدس سرہٗ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد محض سیف و سنان سے لڑنے کا نام نہیں بلکہ اس کا دائرہ عمل ہر اس کوشش کو شامل ہے جس سے دین اسلام کی سربلندی ہو سکے۔ اسی لئے علماء امت نے نفس سے جہاد، شیطان سے جہاد، کفار سے جہاد اور منافقین سے جہاد، چار اقسام ذکر کی ہیں اور حضور علیہ السلام سے منقول ہے کہ :۔

"جو اس حال میں مرجائے کہ اس نے جہاد نہ کیا ہو اور نہ ہی اس کی تمنا و ارادہ کیا ہو وہ ایک قسم کے نفاق پر مرگیا"۔

گویا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ وہ جہاد کے معاملہ میں اپنا حصہ ادا کرے ورنہ اس کی موت مسلمان کی موت نہ ہوگی نفاق و منافقت کی موت ہوگی۔ سب سے کامل تو وہی شخص ہے جس میں جامعیت ہو اور وہ تمام شعبہائے جہاد میں حصہ رکھتا ہو ــــ حضور علیہ السلام اس اعتبار سے کامل ترین انسان ہیں کہ بعثت سے وفات تک کا ہر لمحہ جہاد میں گذارا۔ مکہ معظمہ کی زندگی گو سیف و سنان کے جہاد سے خالی ہے لیکن باقی کتنے جہاد ہیں جو اس زندگی سے متعلق ہیں اور جب مدینہ طیبہ میں ایسے حالات پیدا ہوگئے تو حضور علیہ السلام اور آپؐ کے رفقاء کو اس جہاد کا بھی حکم ہوگیا جیسا کہ سورۃ حج کی آیت ۳۹ میں ہے۔ پھر البقرہ کی آیت ۱۹۰ کے مطابق ان لوگوں سے جہاد لازم ٹھہرا (یعنی قتال اور لڑنا) جو مسلمانوں سے لڑیں اور الانفال کی آیت ۳۹ کے پیش نظر کفر و نفاق کا فتنہ و فساد مٹانے کی غرض سے علی العموم جنگ لازم قرار پائی۔

دَورِ نبویؐ کی لڑائیاں

جہاد و قتال کے فضائل قرآن و سنت میں بے حد ہیں۔ ان کی تفصیل کا وقت نہیں۔ لیکن یہ بات بجائے خود فضیلت کی ہے کہ ہجرت کے بعد نبی علیہ السلام کا اکثر وقت جہادی سرگرمیوں میں گذرا ۲۷ غزوات ہیں جن میں آپؐ بنفس نفیس شریک تھے جبکہ مابقی جنگیں جن میں آپؐ شریک نہ تھے ۶۰ تک پہنچتی ہیں لیکن آپ حیران ہوں گے کہ آپ کی رحمۃ للعالمینی ایسے مواقع پر بھی اعتدال و توازن قائم رکھتی ــــ بچوں، عورتوں، بوڑھوں، باغات کھیتوں وغیرہ کو اور غیروں کی عبادت گاہوں کو نقصان پہنچنے نا ممکن تھا اس کی سخت ہدایت تھی اور اس سارے عرصہ میں بقول قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب رحمۃ للعالمین مقتولین کی کل تعداد (فریقین کے مقتولین) ایک ہزار اٹھارہ ہے ــــ اس کاوش و کوشش کے نتیجہ میں وہ پورا خطہ عدل و مساوات اور آئین و قانون کی پابندی کی آماجگاہ بن گیا اور کوئی کسی کے حقوق پہ ڈاکہ زنی کی جرأت نہ کرتا تھا ــــ جہاد اسلامی کا سلسلہ سرکار دو عالم علیہ السلام کے فرمان کے مطابق دجّال کے قتل تک جاری رہنا ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق اس کا مقصد "ظالموں کے ظلم کو ختم کرنا ہے نہ کہ عادلوں کے عدل کو"۔

ترکِ جہاد کے نقصانات

حقیقت یہ ہے کہ جہاد جب اپنے شرائط، احکام اور آداب کی رعایت کے ساتھ ہو تو وہ بڑی خیر و برکت کا ذریعہ اور انسانیت کے لئے رحمت کا باعث ہوتا ہے۔ جہاد اسلامی میں قومی

یا وطنی برتری اور قبیلہ یا کنبہ کی عظمت مقصود نہیں ہوتی بلکہ اس میں بنیادی مقصد رضاء الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ اور اس مقصد کو پس پشت ڈال کر کوئی آپس میں اُلجھے یا لڑے تو حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق دونوں کا ٹھکانہ دوزخ ہوتا ہے۔ مسلمان قوم کی حیات اجتماعی میں جہاد فی سبیل اللہ کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا اندازہ سنن ابی داؤد کی اس روایت سے ہوتا ہے جس میں حضور علیہ السلام نے وھن کی بیماری کا ذکر کیا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سوال پر اس کی تعبیر و تشریح فرمائی :۔

حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ۔ یعنی دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔

جب مادیت کا بھوت سر پر سوار ہو جاتا ہے تو پھر وھن کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں انسانی گلّے سیلاب کی جھاگ کی طرح بے وقعت اور بے قیمت ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور ان سے غیرت و حمیت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔ ہمدردی و ایثار کی اسپرٹ ختم ہو جاتی ہے۔ اور ایسے لوگوں پر دشمن اقوام اس طرح پل پڑتی ہیں جس طرح دسترخوان پر بھوکے یا شکار پر شکاری کتّے اور دوسرے جانور۔

عزیزو! حضور علیہ السلام کا ایک دوسرا ارشاد ہے۔ جسے امام ابوداؤد قدس سرہٗ ہی نے نقل کیا :۔

"جب تم سود کے ساتھ خرید و فروخت کرنے لگو گے اور گایوں کی دُم پکڑے رہو گے اور کھیتی باڑی (اور باقی معاملات دنیا تجارت و صنعت) میں مگن رہو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالےٰ تم پر ایسی ذلّت مسلّط کر دے گا جس کو اس وقت تک نہ اٹھائیگا جب تک تم دین کی طرف واپس نہ آجاؤ۔"

حضور علیہ السلام کے ارشاد پر غور کر کے اپنے اعمال کا جائزہ لیں تو اپنی آج کی نامرادی و رسوائی کا راز سمجھ میں آجائے گا۔ سیف و سنان اور اسلحہ سے ہونے والا قتال تو مدتوں سے بند ہے اور پوری امت صدیوں سے اس گناہ کا شکار ہے وہ اسلحہ سے غافل اسی عطار کے لونڈے سے اسلحہ کی بھیک مانگتی ہے جس نے اس کی بربادی کا بیج بویا۔ لیکن اس کے علاوہ جو جہاد ہیں ان سے بھی تو ہم غافل ہیں۔ ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کو جہاد قرار دے دیا گیا لیکن آج کتنے ہیں جو اس فرض کا احساس رکھتے ہیں؟ اسی طرح اِدھر اُدھر بکھرے ہوتے مسلمان بھائیوں پر جو بیت رہی ہے اور انہیں جس طرح ستم و اذیّت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس کے خلاف سینہ سپر ہو کر انہیں اذیت سے بچانا بھی تو جہاد ہے۔ جیسا کہ سورۂ نساء میں تصریح ہے۔ اور پھر اپنے نفس سے جہاد کا بھی تو حدیث میں ذکر ہے لیکن آج نفس ہو کہ شیطان، کفار ہوں کہ منافقین ہم سب کے مقابلہ میں گیدڑ بن کر رہ گئے ہیں۔ ہماری دلیری، بہادری، غیرت و حمیت سب جواب دے چکی ہے — "مسلمانوں کے حالات کی جو شخص فکر نہ کرے وہ ان میں سے نہیں"۔ کے ارشاد نبوی کے باوصف مسلمان کے حالات سے دوسرے غافل ہیں۔

تو جب جہاد کی ہر قسم متروک ہو تو پھر نامرادی نہیں ہو گی تو کیا ہو گا؟ ذلت و رسوائی نہیں ہو گی تو کیا عزت ہو گی؟ اس لئے حکومتوں کا، اہل علم کا، فوجیوں کا اور عوام کا فرض ہے کہ اس معاملہ میں اپنے فرائض کو پہچانیں۔ اور اس متروک عمل کو زندہ کر کے دنیا میں عزت کا سامان فراہم کریں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سیّد محمد اظہر شاہ قیصر

منشورِ اعظم

اسلام ایک مذہب حق ہے جس کا آغاز نیکو کاری سچائی اور صداقت پسندی سے ہُوا ہے اور جس کا انجام یقیناً خیر و سلامتی بہتری و برتری دینی و دنیوی صلاح و فلاح پر ہو گا۔ آغازِ اسلام میں اس خصوصیت طبعی پر شبہ و اعتراض کرنے والے بہت تھے اور آج بھی ایسے دریدہ دہنوں اور کوتاہ نظروں کی کمی نہیں جن کی نظر میں اسلام کے انجام کا بہتر اور اہلِ اسلام کی حیاتِ اخروی کا کامیاب ہونا ایک خود ساختہ افسانہ ہے جو صرف لطفِ مجلس کے لئے گھڑ لیا گیا ہے مگر شروع میں وہم کرتے والوں کے لئے یہ تمام وہم و گمان اس طرح غلط ثابت ہوئے کہ جو مذہب انتہائی بے کسی و کس مپرسی کے عالم وحشت میں اپنے چند کمزور نام لیواؤں کے ساتھ کھڑا ہُوا تھا۔ صدیوں اور قرنوں میں نہیں بلکہ سالوں اور مہینوں میں دنیا اسے مشرق و مغرب کے مدفون خزانوں کی کنجیاں دے دینے اور عرب و عجم کے اقتدار و اختیار کے زرنگار و زر تار تخت کو اس کے لئے خالی کر دینے پر مجبور ہوئی تھی اور آخر میں ایسا ہو گا کہ مآل کار کی تمام خوبیاں اسلام کے لئے وقف ہوں گے۔ اور عالم سماوی کی حیاتِ جاودانی کی تمام راحتیں اس کا حصۂ تقدیر بنیں گی۔

ع صرف میں حقدار ہوں اس دولتِ بیداد کا

اس دنیا میں آج تک جو مذاہب برسرِکار و برسرِ اقتدار رہے۔ اور اب ہیں اس کٹھن اور صبر آزما منزل میں پہنچ کر ان کے پاؤں چلنے سے جواب دے دیں گے۔ ان کی ہمتیں شکست کھا جائیں گی اور ان کی سچائی پر ایمان رکھنے والے ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں انسان سخت سراسیمگی اور حیرانی کے عالم میں ہوں گے۔ کیونکہ رسوم و رواج نے ان کی بنیادی صداقتوں کا رُوپ کچھ سے کچھ کر دیا کر دیا ہے۔ مگر ٹھیک یہی وہ منزل ہے جہاں آسمان کی پہنائیاں اسلام کے آگے دست بستہ کھڑی ہوں گی۔ اور زمین کی وسعت مٹی کے کھلونے کی طرح ان کے ہاتھ میں ہو گی۔ جو کامیابیاں حدِ خیال سے بھی دُور ہیں۔ وہ اس کے پاؤں میں لوٹتی پوٹتی ہوں اور جن فتحمندیوں کو اب ہم سے عظیم الشان بُعد ہے وہ ہم سے ہم کنار و ہم آغوش ہوں گی۔ شمس و قمر دن اور رات میں اس کے قصرِ معلیٰ کی پاسبانی رہرو داری کریں گے۔ اور سطح ارض پر پھیلے ہوئے یہ کوہ و دشت اس کے لئے وسیع جولان گاہِ عمل ہوں گے اور سلام ہو اس نور الاولین والآخرین سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی تعلیمات حقانی اور احکاماتِ ایمانی کے طفیل میں ہمیں رب السمٰوات والارض کی خوشنودیٔ مزاج کی یہ سعادت اور دین و دنیا میں عزت و کامیابی کا یہ مقام ارفع نصیب ہُوا۔ ہزار ہزار سلام ہوں عرب کے اس نبی پر کہ جس کی حکمتِ بالغہ کے آگے دنیا کے تمام حکماء نادم و عاجز تھے۔ اور جس کے علومِ الٰہیہ کے سامنے سارے تاجدارانِ علوم اور کشور کشایانِ فنون خاموش ہو کر رہ گئے۔ ان کی تعلیمات کا ایک حرف ہماری زندگی میں انقلاب پیدا کر گیا۔ اور ان پر عمل کر کے ہی ہمیں دنیا کی بہت بڑی اور طاقت ور قوم اور آخرت میں سب سے زیادہ فائز المرام امت بننے کی عزت ملی۔ حق یہ ہے کہ ہماری یہ تمام سعادتیں، یہ تمام فضیلتیں، یہ تمام عزتیں اور یہ سب شرف اسی نبی الانبیاء صلعم کی پیغمبرانہ تعلیمات کا صدقہ ہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے اس کا منبع و مصدر اسی پاک و برتر ہستی کی ہستی ہے۔ اور ہمیں جو کچھ ملا ہے اسی سرچشمۂ فیض

سے ملا ہے۔

؎ گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ
ذرۂ آفتاب تابانیم

پھر یہ بے جا نہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور ارشادات کو بار بار پڑھیں اور ان کے خطبات و کلمات کا بہم مطالعہ کریں۔ ان کا مطالعہ سعادت دارین اور فلاح کونین کا موجب ہے۔ اسی نیک خیال سے ہم آج کی فرصت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حج الوداع کو حدیث کی معتبر کتابوں سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

؎ دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

خطبہ حج الوداع

مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد عمرے فرمائے مگر حج کا ارادہ ملتوی رکھا۔ ہجرت کے دسویں سال جب مکہ معظمہ فتح ہوگیا اور حج سے متعلق مشرکین کی خود ساز رسوم شرکیہ ختم کر دی گئیں تو آنحضرت نے حج کے ارادہ سے مکہ تشریف لانے کا قصد فرمایا۔ ۲۵ ذیقعدہ ہفتہ کا روز تھا کہ خدا کا محبوب مدینہ سے بعزم حج بیت اللہ روانہ ہوا اس وقت آپ کے جلو میں زائرین اور مشتاقانِ جمالِ اقدس کا امڈتا ہوا سیلاب تھا۔ قبائل عرب میں جہاں جہاں آپ کے اس سفر کی اطلاع ملتی تھی، وہیں سے شمعِ نبوت کے پروانے جوق درجوق زیارت اور معیتِ حج کے شوق میں چلے آتے۔ بچے بوڑھے چہرۂ اقدس پر ایک نظر ڈالنے کے مشتاق تھے۔ عورتیں لڑکیاں بچیاں بالائے بام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے انتظار میں کھڑی تھیں۔ یہاں تک کہ ۴ر ذی الحج یکشنبہ کو یہ پورا قافلہ بلدِ امین میں داخل ہوا اور ہر شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں ارکانِ حج کی ادائیگی میں مشغول ہوگیا۔

۹ر ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں مسجد نمرہ کے صحن میں جبل رحمت کے زیر سایہ آنحضرت نے ایک لاکھ چودہ ہزار مسلمانوں کو خطاب فرما کر اپنی وہ آخری وصیت اجتماعی طور پر سنائی جس میں مذہب و سیاست کے قیمتی اصول مذکور تھے۔ حاضرین وفود اشتیاق سے بے خود تھے۔ انہوں نے ارشادات نبویؐ کے ہر ہر حرف کو محفوظ کر لینے کے لئے اپنے دلوں کے دروازے کھول دئے تھے۔ گوش قبول نغمۂ الوہیت سننے کا منتظر تھا اور عالم کے بلند و پست پر نبی کریمؐ کے جمال و جلال کے نہایت گہرے اثرات طاری تھے۔ فرش سے لے کر عرش تک کی ہر چیز ساکن تھی اور موجودات کا ذرہ ذرہ گوش بر آواز۔ آنحضرتؐ نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی۔

اور حمد و ثنا کے بعد ارشاد ہوا

"لوگو! سنو! میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں اس جگہ نہ مل سکوں اور اجتماعی طور پر میری اور تمہاری یہ آخری ملاقات ہو۔"

اس ارشاد کا مطلب یہ تھا کہ یہ میری حیات ظاہری کا آخری سال ہے اور روح مطہر رفیقِ اعلیٰ سے جا ملنے کی تیاری میں مشغول ہے۔ عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اور نبوت و رسالت کا بدر منیر عنقریب عالم فانی کو ظلمت کدہ بنا کر عالم باقی کو منور کرنے والا ہے لیکن یہ سب کچھ آنحضرتؐ نے رمز و کنایہ میں بتایا۔

پھر فرمایا "لوگو! تمہارا خون، تمہارا مال تمہاری آبرو تا قیامت اسی طرح محترم ہیں جس طرح اس دن (عرفہ) اس مہینہ (ذی الحجہ) اس شہر (مکہ معظمہ) میں محترم ہیں۔"

یہ عزت و آبرو کی قیمتی دستاویز تھی جو نبی مکرمؐ کی زبانِ فیض ترجمان نے امت کے آغوش طلب میں ڈال دی۔ پھر فرمایا: کیوں؟ میں نے پیغامِ الٰہی تمہیں سنا دیا؟ سب یک زبان ہو کر بول اٹھے کہ "ہاں" آپ نے فرمایا کہ اے خدا تو گواہ رہنا۔

سلسلۂ کلام پھر شروع ہوا۔ فرمایا کہ جس کے پاس مال امانت رکھا ہوا ہو وہ اسے اس کے مالک کے سپرد کر دے۔ ان دنوں عرب میں

سودی کاروبار پھیلا ہوا تھا۔ جس میں غرباء اور مساکین کا بند بند جکڑا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ کا سودی کاروبار بھی وسیع پیمانہ پر جاری تھا۔ آپؐ نے اس موقعہ پر حرمت ربٰو کا اعلان فرمایا اور اس طرح کہ سب سے پہلے اپنے خاندان کو پیش فرمایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:-

جاہلیت کا سودی لین دین حرام کر دیا گیا اور میں سب سے پہلے چچا عباس کا سود باطل قرار دیتا ہوں۔ عرب میں اگر کسی قاتل یا دشمن پر اس کی زندگی میں دسترس حاصل نہ ہو سکتی تھی تو اس کی اولاد اور پسماندگان سے انتقام لینا خاندانی فرض سمجھا جاتا تھا آپ نے اس وحشیانہ اور جاہلانہ رسم کو مٹانے کے لئے سب سے پہلے اپنا نمونہ پیش فرمایا۔

جاہلیت کے تمام خونی انتقامات باطل کر دئے گئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان میں سے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون باطل قرار دیتا ہوں۔ آج ہر جگہ یہ شکایت ہے کہ لوگ وعظ و ارشاد پر کان نہیں دھرتے۔ ایک کان سے سن کر دوسرے سے اڑا دیتے ہیں لیکن کیا سچ نہیں کہ اگر کوئی واعظ آقائے دو عالمؐ کی طرح اپنی نصیحت کو اپنی ذات اپنے کنبہ اور خاندان سے شروع کرے تو سننے والے ضرور سنیں گے۔ اور واعظان کرام ہر کلمۂ نصیحت یقیناً مؤثر ہوگا۔ آنحضرتؐ نے پھر فرمایا کہ زمانۂ جاہلیت کے تمام مفاخر بجز تولیت حرم اور حجاج کو آب رسانی کے باطل قرار دئے گئے۔ قتل عمد کا قصاص مقرر ہو چکا ہے۔ قتلِ عمد وہ قتل کہلاتا ہے جو لاٹھی یا پتھر سے عمل میں آئے اس کی دیت سو اونٹ ہے۔ جس نے اس سے زیادہ طلب کیا اس نے جاہلیت کی رسوم کو زندہ کیا۔ اس کے بعد آنحضرت نے پیش گوئی کے طور پر فرمایا کہ اسلام کی اس عظیم الشان کامیابی کو صرف عارضی فتح نہ سمجھو بلکہ یقین کرو۔ کعبہ مکرمہ ہمیشہ کے لئے ملتِ حقیقی کا مرکز بن چکا ہے۔ اور فتنہ پرداز قومیں اب کبھی سر نہیں اٹھائیں گی۔ لوگو شیطان اب قیامت تک کے لئے مایوس ہو چکا ہے کہ اس سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے۔ البتہ وہ خوش ہے کہ تم چھوٹی چھوٹی باتوں میں اس کی پیروی کیا کروگے۔

سال کے بارہ مہینوں میں سے چار مہینے ذلقعد، ذی الحجہ، محرم اور رجب حرمت کے مہینے کہلاتے ہیں۔ ان مہینوں میں لڑائی اور خونریزی زمانۂ جاہلیت میں بھی ممنوع تھی لیکن چونکہ اہل عرب کا بڑا ذریعہ معاش غارتگری، قافلوں اور مسافروں پر حملہ کرنا اور شبخون مارنا تھا۔ اسی ضرورت کی وجہ سے وہ ان چار مہینوں میں نچلے نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اس لئے ان مہینوں کو دوسرے مہینوں سے بدلتے رہتے تھے۔ اس ردوبدل کو عربی زبان میں "نسی" کہتے ہیں۔ کبھی شوال کو ذیقعد کے نام سے موسوم کیا تو کبھی ذی الحجہ کو شوال تک کھینچ لائے۔ اہلِ عرب کی اس مذموم عادت کی وجہ سے حج کا موسم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا۔ چونکہ اب ایک نئی اور آخری شریعت اور خدائی نظام کا آغاز تھا۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ:

لوگو! مہینوں کا آگے پیچھے کر دینا کفر کی زیادتی ہے۔ وہ جو کافر ہیں اس سے اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں۔ ایک سال اسے حرام قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال حلال تاکہ ان مہینوں کی گنتی پوری کرلیں جو اللہ نے حرام کئے ہیں اور اس طرح حرام مہینوں کو حلال بنالیں۔ زمانہ پھر پھرا کر آج پھر اس نقطہ پر آگیا جس پر ابتداء میں خدا نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ مہینے اللہ کے نزدیک بارہ ہیں۔ یہ بات خدا کی کتاب میں اس دن سے بھی ہے جب سے زمین اور آسمان پیدا ہوئے تھے۔ ان میں سے چار مہینے محترم ہیں۔ تین متواتر ہیں اور چوتھا ان سے الگ ذیقعدہ۔ ذی الحجہ، محرم اور رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا میں نے پیغامِ خداوندی پہنچا دیا؟ سب نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ اشھد اے خدا تو

گواہ رہنا۔

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں جائداد منقولہ سمجھی جاتی تھیں۔ وہ سوتیلی ماں بن جانے کے باوجود بھی دوسرے اموال واملاک کی طرح متوفی کے بیٹے کو ترکہ کے طور پر مِلا کرتی تھیں اور جوشیلے جُوئے باز جُوئے بازی میں بے تکلف انہیں ہار دیتے تھے۔ مسخ شدہ تہذیب وتمدن کے اس بگاڑ نے عورت کی حیثیت کو چوپایوں اور جانوروں سے بھی بدتر بنا دیا تھا۔ جسے مرد کسی طرح اپنی نظر میں نہیں لاتے تھے آج پہلا دن ہے۔ جب دنیا کا سب سے بڑا حکیم، سب سے بڑا مصلح اور خدا کا آخری پیغمبر اپنے آخری خطبہ میں اس بے کس وکمتر گروہ کے مستقل حقوق قائم کر کے انہیں زندہ رہنے کا حق دیتا ہے۔ اور تہذیب کے فساد نے معاشرت کے جس ایک ضروری حصہ کو گوشۂ ذلت میں اس قساوت قلبی کے ساتھ پھینک دیا تھا کہ مرد کے بڑے سے بڑے کسی ظلم کے مقابلے میں عورت کے لب فریاد کے چند لفظ بھی ادا نہیں کر سکتے تھے آج کے ارشادات کے بعد انہیں باعزت زندگی کا پروانہ آزادی دستیاب ہُوا فرمایا کہ:

لوگو! عورتوں کا تم پر اور تمہارا عورتوں پر حق ہے۔ تمہارا حق ان پر یہ ہے کہ وہ غیر مردوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں ان کی زندگی کی ہر مسرت اور ان کے قول وفعل کی ہر متاع صرف تمہارے لئے ہو۔ اگر وہ غیروں سے تعلق رکھیں اور غیروں کو تمہاری اجازت کے بغیر گھر میں آنے دیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے تو تمہیں اجازت ہے کہ تم انہیں منع کرو ان سے اپنا بستر الگ کر لو۔ اور مناسب حد تک تادیب وتہذیب کے لئے انہیں مارو۔ اگر اس طرح وہ برائی سے باز آجائیں اور تمہاری اطاعت کرنے لگیں۔ تو ان کا کھانا اور کپڑا تم پر واجب ہے۔ تمہاری نظروں میں عورتیں بہت ذلیل ہیں وہ بیچاریاں حقوقِ ملکیت سے محروم ہیں۔ تم نے انہیں خدا کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اس کے حکم سے جوازِ مقاربت کی اجازت حاصل کر چکے ہو عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو اور ان سے خیر خواہی کا معاملہ کرو"۔

آپ کی پاکیزہ تعلیم سے اہلِ عرب مُسلمان تو ہو چکے تھے لیکن ان بادہ نشینوں میں ابھی تک جاہلیت کی عادتیں باقی تھیں اور اسلامی تہذیب انہیں مکمل طور پر متاثر نہیں کر سکی تھی خطرہ تھا کہ ان میں غارت گری اور خون ریزی کا جذبہ پھر اُبھر نہ آئے اس لئے آپ نے فرمایا کہ لوگو! مُسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تمہارے کسی بھائی کو کوئی چیز تمہارے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ رضامندی سے نہ بخش دے۔ دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ باہم ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو کیونکہ میں تے تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑی ہے جس کو تم مضبوط پکڑو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ اور یاد رکھو وہ چیز "قرآن" ہے۔

وحدت اسلامی کی منزل میں اس وقت بھی اور آج بھی سب سے بڑا سنگ راہ امتیاز مراتب نسلی تفوق اور گروہی برتری کا تھا۔ آپ نے روئے زمین کے سارے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا۔ اور ان تمام بندشوں کو جو بنی نوع انسان نے نسبی شرافت اور خاندانی عظمت کی بنیاد پر باہمی مساوات کے سلسلہ میں پیدا کر رکھی تھیں۔ بیک قلم اٹھا دیا۔ اور فضیلت کا مدار صرف تقویٰ کو قرار دے کر فرمایا کہ:

لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے۔ سارے لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے۔ کسی عربی کو عجمی پر بجز تقویٰ کے فضیلت حاصل نہیں اس کے بعد آپ نے چند ایسے اصول واحکام کا اعلان فرمایا جو زمانہ جاہلیت کی رسوم سے بہت کچھ مختلف تھے اور تمام صحرا نشین بدوؤں اور دُور دراز علاقہ کے باشندوں تک ان کو پہنچا دینے کا اس سے بہتر اور کوئی موقع نہ تھا۔ ارشاد ہوا:

لوگو! اللہ تعالےٰ نے ہر وارث کو اس کا حصہ میراث دے دیا

(باقی ۲۴ پر)

شاہ بلیغ الدین

چیف جسٹس یا میرِ عدل

ایک خلقت تھی کہ قاضی ابوعمر محمد کو رخصت کرنے بندرگاہ پر جمع تھی۔ تونس کی اس بندرگاہ سوس میں اس سے پہلے کبھی اتنے لوگ دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ قاضی ابوعمر جو شمالی افریقہ کے صدر قاضی یا آج کی اصلاح میں چیف جسٹس تھے سسلی کے جزیرے میں چیف جسٹس بن کر جا رہے تھے۔ یہ ۲۱۹ھ کی بات ہے۔ اُس زمانے میں بنو اغلب شمالی افریقہ پر حکمران تھے۔ قاضی صاحب نے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے رخصت کرنے والوں سے خطاب کیا۔ حمد وثنا اور شکریے کے بعد انہوں نے کہا کہ — دیکھو! یہ میرا کمبل ہے یہ میرا کرتا ہے۔ اس بڑے تھیلے میں میری کتابیں ہیں۔ یہ حبشن میری لونڈی ہے۔ اس کے پاس میرا ایک جبّہ اور ایک کمبل ہے۔ بس یہ کل مال ومتاع ہے جسے لے کر میں سسلی جا رہا ہوں۔ زندگی باقی رہی تو واپسی میں دیکھنا کہ میرے پاس کیا کیا مال واسباب ہوگا۔

ہم لوگ بھی مسلمان ہیں۔ ہمارا ملک بھی اسلامی ہے۔ اسلام کا درد ہم کو بھی ہے اور ہم سے زیادہ ان کو جو بہت زیادہ چیخ وپکار کرتے رہتے ہیں۔ پچھلے ۳۲ بتیس ۳۳ تینتیس برس سے ہم نے بھی اور آپ نے بھی دیکھا کہ اس بد قسمت ملک میں ایسے ایسے لوگ کرسیوں پر بیٹھے کہ اپنے اپنے دَورِ اقتدار میں انہوں نے زمینیں بیچیں، پرمٹیں بیچیں، لائسنس بیچے، ملک کا نام بیچا، اپنی عزت بیچی، صرف اس لئے کہ کمائی کر سکیں۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے تو شاید ایک آدھ ہی اللہ کا بندہ ایسا بچا ہو جس نے کمائی نہ کی ہو۔ اللہ تو خیر جانتا ہی ہے۔ بہت سوں کا حال انگلستان کے بینک اور سوئٹزرلینڈ کے بینک بھی جانتے ہیں۔ بات کرسی کی ہے اب چاہے وہ وزارت یا صدارت کی کرسی ہو یا کسی محکمے کی کرسی، کسی نیم سرکاری تجارتی ادارے کی کرسی ہو یا کارپوریشن کی کرسی کی روایت سب جگہ ایک ہی رہی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس بھی اثاثوں کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔ کب؟ کہاں؟ کیسے؟ تفصیل میں کیا جانا بس ابومحمد عمر کی باتوں نے ذہن کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔

سسلی پہنچتے ہی قاضی صاحب کا شاندار استقبال ہُوا۔ لوگ محبت اور عقیدت سے جمع ہوتے ہیں تو اُس کا انداز ہی کچھ اور ہوتا ہے۔ مارے بھگائے نوکر شاہی کے ہنکارے مجمعوں کا دوسرا رنگ ہوتا ہے۔ چیف جسٹس صاحب کو ایک بہت بڑے محل میں اتارا گیا۔ انہوں نے کہا — میاں! میں اس کا کیا کروں گا؟ مجھے تو ایک کونا چاہیئے کہ پڑا رہوں۔ میں تو دن بھر کچہری میں رہوں گا۔ رات کو سونے اور دو لقمے کھانے کی جگہ چاہیئے اور بس! بڑی کشمکش کے بعد آخر انہیں ایک چھوٹے مکان میں اتارا گیا۔ انہوں نے کہا — ہاں! یہ جگہ ٹھیک ہے۔ میں تو اللہ تعالےٰ کا ایک حقیر اور عاجز بندہ ہُوں۔ مجھے ایسی ہی جگہ چاہیئے۔ آج کے افسر بڑا گھر ہی نہیں پہرہ چوکی بھی مانگتے ہیں۔ انگریز خدمت کے تصوّر کو شان وشوکت کے احساس سے بدلنے میں بڑا کامیاب رہا ہے۔ قاضی صاحب کے علم وفضل اور پرہیزگاری کا بہت جلد چرچا ہو گیا۔ ان کی فراست وبصیرت اور بے لاگ عدل وانصاف پر لوگ جان دیتے تھے۔ تنخواہ کا موقع آیا تو انہوں نے ایک حبّہ تنخواہ نہ لی۔ بولے — یہ انتظام تو میں پہلے ہی کر آیا ہوں۔ میری لونڈی حبشن سوت کاتے گی میں اس کا ہاتھ بٹاؤں گا۔ اس پر ہماری گذر بسر ہوگی۔

(باقی ۹ پر)

ڈاکٹر علامہ خالد محمود



عذر گناہ بدتر از گناہ

خدام الدین کی ۲۹ جولائی ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں علامہ خالد محمود صاحب کا ایک جوابی مضمون دوست محمد شاہد قادیانی کے جواب میں شائع ہوا تھا۔ علامہ صاحب نے روزنامہ الفضل ربوہ اور ہفت روزہ لاہور دونوں پر خیانت کا الزام لگایا تھا اس کے جواب میں ہفت روزہ لاہور نے ۲۷ اگست کی اشاعت میں سرگودھا کے کسی ہرل کا مضمون عذر گناہ بدتر از گناہ کے عنوان سے شائع کیا ہے یہ مضمون بجائے خود عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے جواب آں غزل کے طور پر اسی عنوان سے اس کا جواب ہدیہ قارئین ہے بشرطیکہ قادیانی اس عنوان کے اختیار کرنے کو بھی کسب فیض نہ قرار دیں ——— ادارہ

ہفت روز لاہور نے سرگودھا کے محمد شبیر ہرل کا ایک مضمون عذر گناہ بدتر از گناہ کے عنوان سے شائع کیا ہے۔ مضمون نگار نے قارئین کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اپنی کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کے اقتباس بلا حوالہ درج کر کے گناہ کیا ہے اور ڈاکٹر خالد محمود نے حضرت مولانا کی صفائی پیش کرتے ہوئے اس سے بڑا گناہ کیا ہے اور پہلے گناہ کا عذر خود ایک گناہ بن گیا ہے۔

آئیے پہلے اس بات کا جائزہ لیں کہ قادیانیوں کے نزدیک حضرت مولانا تھانوی نے کیا واقعی گناہ کیا ہے کہ ان کی کتابوں میں مرزا غلام احمد کی بعض عبارتیں پائی گئیں۔ اس سلسلہ میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے دوست محمد صاحب کے دوسرے شاہد عبداللہ ایمن زئی قادیانی کی رائے نقل کئے دیتے ہیں۔

مرزا صاحب کی کتابوں کے صفحات نقل کرتے ہوئے ان کی کتب کے حوالے کیوں درج نہیں کئے جو بظاہر بہت بڑا اخلاقی جرم ہے اور سرقہ کہلاتا ہے لیکن ایسی بات نہیں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی جیسے نامور عالم دین کے بارے میں ایسا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے جان بوجھ کر سرقہ کیا ان کے بارے میں ایسا کہنا ان پر تہمت تراشی ہے۔"

(کمالات اشرفیہ ص۴۵)

اب آپ ہی سوچیں محمد شبیر ہرل نے مولانا تھانوی کے عمل کو گناہ کہہ کر بقول عبداللہ ایمن زئی کیا ان پر تہمت تراشی نہیں کی؟ برادر اگر ہرل صاحب نے حضرت تھانویؒ کے اس عمل کو گناہ نہیں سمجھا تھا تو احقر کی طرف سے حضرت مولانا تھانویؒ کی صفائی عذر گناہ بدتر از گناہ کیسے ہو گئی؟ کچھ تو عقل سے کام لیا ہوتا۔

ممکن ہے کوئی قادیانی یہ کہیں کہ ہرل صاحب نے عبداللہ ایمن زئی قادیانی کا مذکورہ رسالہ نہ دیکھا ہوگا ہم گذارش کریں گے کہ ہرل صاحب خود بھی تو لکھ چکے تھے کہ حضرت تھانویؒ کے اس فعل کو سرقہ نہیں کہا جا سکتا ان کے خود اسی مضمون میں دیکھئے؛

ڈاکٹر خالد محمود صاحب کو حضرت مولانا تھانوی کے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصانیف میں سے عبارتیں اپنی کتاب میں شامل کر لینے کے بارے میں لفظ کسب فیض پر بھی اعتراض ہے۔ کیا انہیں اس بات پر بھی غصہ ہے کہ اس فعل کو سرقہ کیوں قرار نہیں دیا گیا؟ حالانکہ جب کوئی عالم دین اصلاح احوال کی نسبت سے کسی دوسرے عالم ربانی

کے فرمودات کو آگے پھیلائے تو راقم الحروف کے نزدیک اس کے لئے بہترین اور شایان شان لفظ کسب فیض ہی ہے ———

(ہفت روزہ لاہور ص۱۳ کالم۲)

اس عبارت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی حضرت مولانا تھانویؒ پر سرقہ کا الزام نہیں لگا رہے تو جب حضرت تھانویؒ نے یہ گناہ نہیں کیا تو ان کی طرف سے صفائی پیش کرنا عذر گناہ بدتر از گناہ کیسے ہو گیا؟ ——— یہ تضاد قادیانی مضمون نگاروں کی بوکھلاہٹ کی کھلی شہادت ہے۔

حضرت مولانا تھانوی پر سرقہ کا الزام کیوں نہیں

ممکن ہے بعض قارئین کہیں کہ جب مرزا غلام احمد کی عبارتوں کی عبارتیں حضرت تھانویؒ کی اس کتاب میں درج ہیں تو قادیانی اسے سرقہ کیوں نہیں قرار دیتے؟ جواباً عرض ہے کہ حضرت تھانویؒ نے اپنی اس کتاب المصالح العقلیہ کے مقدمہ میں تحریر فرما دیا ہے کہ انہوں نے بعض مضامین ایک کتاب سے جو کسی کم علم اور ناپختہ عمل کی لکھی ہوئی تھی اور اس میں زیادہ باتیں غلط تھیں یہاں تک کہ اس کا دیکھنا عام آدمیوں کے لئے خطرناک ٹھہرتا ہے مگر اس میں کئی مضامین درست بھی تھے لئے ہیں ——— اس تصریح کے ہوتے ہوئے کوئی ذرا سی سمجھ رکھنے والا انسان حضرت مولانا تھانویؒ پر سرقہ کا الزام نہیں لگا سکتا۔ حضرت تھانویؒ نے جب تصریح کی ہے کہ انہوں نے بعض درست مضامین ایک غلط کتاب سے لئے ہیں تو اب سرقہ کا الزام کیوں؟ حضرت تھانویؒ کی اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

چنانچہ ایک ایسی ہی کتاب جس کو کسی صاحب قلم نے لکھا ہے مگر علم و عمل کی کمی کے سبب تمام تر رطب و یابس و غث و سمین سے پُر ہے ایک دوست کی بھیجی ہوئی میرے پاس دیکھنے کی غرض سے آئی ہوئی رکھی ہے اس کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی کتابوں کا دیکھنا تو عامہ کو مضر ہے مگر عام مذاق بدل جانے کے سبب بدون اس کے کہ اس کا دوسرا بدل لوگوں کو بتلایا جائے اس کے مطالعہ سے روکنا خارج عن القدرۃ ہے اس لئے اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک ایسا مستقل ذخیرہ ان مضامین کا جو ان مفاسد سے مبرا ہو ایسے لوگوں کے لئے مہیا کیا جائے۔ احقر نے غایت بے تعصبی سے اس میں بہت سے مضامین کتاب مذکورہ بالا سے بھی جو کہ موصوف بصحت تھے لے لئے ہیں۔

(المصالح العقلیہ ص۱۴، ص۱۵

تحریر ۱۳۳۴ھ)

اس کی مثال یوں سمجھئے کہ شاگرد کوئی تحریر لے کر شیخ کی خدمت حاضر ہوتا ہے شیخ اس کی باتوں کو غلط قرار دیتا ہے مگر اس کی کچھ باتیں صحیح تسلیم کرتا ہے تو اس کی اصلاح کو کوئی شخص کسب فیض نہیں کہتا اور وہ استاد اپنی غایت بے نفسی سے ان درست باتوں کو اگر خود اپنی تحریر میں لے لے اور اجمالاً ذکر بھی کر دے کہ اس نے کچھ باتیں کسی دوسری تحریر سے لی ہیں اور اس شاگرد کا نام لے جس کی نہایت غلط تحریر اور خطرناک کتاب میں اسے یہ درست مضامین مل گئے ہیں تو اسے سوائے ستر پوشی اور اغماض کے اور کوئی نام نہیں دیا جا سکتا اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے۔

قادیانیوں کو اس پر اعتراض ہے کہ حضرت مولانا تھانوی نے اس شخص کا جسے وہ (۱) کم علم کہہ رہے ہیں (۲) ناپختہ عمل سمجھ رہے ہیں (۳) اس کی کتاب کو بیشتر غلط باتوں سے پُر قرار دے رہے ہیں اور (۴) اسے عامۃ الناس کے لئے خطرناک بھی قرار دیتے ہیں اور اس کے بعض درست مضامین لے بھی رہے ہیں۔ نام کیوں ذکر نہیں کیا؟ آپ خود سوچ لیں کہ جس مصنف پر وہ اتنے الزام لگا کر آگے چلے ہوں تو اس کے بعض درست مضامین کو ادنیٰ تغیر سے نقل کرتے ہوئے اس کا نام لینے میں بہتری تھی یا نام نہ لینے میں پردہ پوشی اور صرف نظر تھی۔ عقل سلیم یہی کہے گی کہ نقل کرنے والا جس مصنف کی اتنی درگت بنا چکا ہو اس کی کسی صحیح بات کو نقل کرتے ہوئے

بھی اس کا نام نہ لے تو اسی میں بہتری ہے ہاں اتنا ضرور ہے کہ سرقہ کے الزام سے بچنے کے لئے وہ بات کہہ دیتے کہ کچھ مضامین اس نے کسی دوسرے مؤلف سے لئے ہیں۔

ایک سوال کا جواب

ممکن ہے بعض قارئین پوچھیں کہ وہ مؤلف جب اتنا ہی غلط تھا جتنا کہ مولانا تھانویؒ نے اسے بیان کیا ہے تو اس کی کوئی بات اگر درست بھی تھی تو اسے لینے کی کیا ضرورت تھی؟ ہم جواباً عرض کریں گے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیطان کی بعض ایسی باتیں نقل نہیں فرمائیں جو درست تھیں؟ اور کیا فقہائے اسلام نے ان باتوں پر بھی مسائل متفرع نہیں فرمائے؟ ہاں ہم یہ ضرور کہیں گے کہ کسی نے اس کے لئے کسب فیض کا لفظ استعمال نہیں کیا کسی غلط کردار کی کسی صحیح بات کو لے لینا وسعت ظرفی اور بے تعصبی تو کہلا سکتا ہے لیکن اسے کسب فیض نہیں کہہ سکتے۔

قادیانی علم کلام پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ مرزا غلام احمد کی بعض عبارتوں کو حضرت تھانویؒ کی کتاب میں دیکھ کر اسے کسب فیض کا نام دیتے ہیں اور مرزا غلام احمد کی وہی بات جب پہلے کسی غیر مسلم سے ماخوذ مل جائے تو مرزا غلام احمد پر کوئی الزام قائم نہیں کرتے کہ یہ خدا کا روحانی نمائندہ ہو کر غیر مسلموں سے کیوں کسب فیض کر رہا ہے اور نہ غیر مسلموں کی ان باتوں کو روحانی معارف میں جگہ دیتے ہیں۔

مثال لیجئے: عبداللہ امین زئی نے کمالات اشرفیہ کے ص پر حرمت خنزیر کی بحث میں ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ مولانا تھانویؒ نے وجوہ حرمت خنزیر مرزا غلام احمد سے لئے ہیں اور دونوں کی عبارتیں آمنے سامنے نقل کی ہیں لیکن قادیانی مرزا صاحب کی اس عبارت کو دیکھ نہیں پائے کہ مرزا صاحب نے اس میں جو کچھ لیا ہے وہ خود قبل از اسلام کے کافر طبیبوں سے لیا ہے اور یہ کوئی روحانی معارف نہیں جو ان پر خدا کی طرف سے کھلے ہوں ——— مگر تعجب ہے کہ جب وہی بات (مرزائیوں کے خیال میں) مولانا تھانویؒ مرزا صاحب سے لے لیں تو اس کا نام کسب فیض ہو جاتا ہے۔

اب ہم مرزا صاحب کی وہ عبارت نقل کرتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے وہ بات قبل از اسلام کے کافر طبیبوں سے لی ہے:۔

غذاؤں کا بھی انسان کی روح پر ضرور اثر ہے پس اس میں کیا شک ہے کہ ایسے بد (خنزیر) کا اثر بھی بد ہی پڑے گا جیسا کہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے یہ رائے ظاہر کی ہے اس جانور کا گوشت بالخاصیت حیا کی قوت کو کم کرتا ہے اور دیوثی کو بڑھاتا ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۲۹)

سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد کا اس بات کو یونانی طبیبوں سے اخذ کرنا نہ کسب فیض ہے نہ روحانی معارف کا حصول اور اگر یہی عبارت مولانا تھانویؒ کی کتاب میں دیکھی گئی تو یہ کسب فیض اور روحانی معارف کا حصول کیسے ہو گیا۔ کافروں کی بات مرزا صاحب کے لئے بلا حوالہ نقل کرنا عیب نہیں تو کافر کی بات مولانا تھانوی کے لئے نقل کرنا کیونکر گناہ ہو گیا کہ محمد شبیر بہل نے اس کی صفائی کو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق قرار دے دیا۔ مرزا غلام احمد نے قبل از اسلام کے کافر طبیبوں سے جو حکمت نقل کی ہے تو اس سے آپ خود فیصلہ کریں کہ کس نے کس کا پانی پیا۔

راقم الحروف نے اپنے ۲۹ جولائی کے مضمون میں روز نامہ الفضل ربوہ اور ہفت روزہ لاہور پر یہ الزام عائد کیا تھا کہ ہر دو پرچوں اور ان کے مضمون نگاروں نے مرزا غلام احمد کی عبارتوں کو مولانا تھانویؒ کی کتاب سے پیش کرتے ہوئے مولانا تھانویؒ کے مقدمہ کی یہ بات پیش نہیں کی کہ "آپ نے ان کے کئی مضامین کسی اور کتاب سے نقل کئے ہیں" مولانا تھانویؒ کی یہ تصریح پیش کر کے پھر وہ بیشک کہتے کہ مولانا تھانویؒ کی یہ عبارت

مرزا صاحب کی فلاں کتاب میں سے ہے اور ہر کوئی سمجھ لیتا کہ مولانا تھانویؒ نے اس کا اجمالی حوالہ دے دیا ہے۔ مولانا تھانویؒ کی کتاب کے مقدمہ کی اس اہم بات کو نقل کئے بغیر دو مصنفوں کی عبارات کا تقابلی نقشہ کھینچنا اگر خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟

بجائے اس کے کہ روز نامہ الفضل، ہفت روزہ لاہور اور دوست محمد شاہد اپنی اس صحافتی خیانت سے توبہ کرتے اور اپنے اپنے پرچوں میں اپنی اس خیانت کا اعتراف کرتے اس بات کو دہرایا ہے کہ مولانا تھانویؒ نے مرزا صاحب کی عبارتوں کو اپنا قرار دیا ہے بہل صاحب لکھتے ہیں:

مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنی تصنیف احکام اسلام عقل کی نظر میں یہ عبارتیں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فلاں فلاں تصنیف سے اپنائی ہیں۔

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ مولانا تھانویؒ کی کتاب میں ان زیر بحث عبارات کے بارے میں مولانا تھانویؒ کا کہیں یہ دعویٰ دکھائیں کہ یہ عبارات میری اپنی ہیں ورنہ اس غلط الزام سے کہ مولانا تھانویؒ نے یہ عبارات اپنائی ہیں اور اپنی بتائی ہیں اپنے اخبارات میں معافی مانگیں مولانا تھانویؒ مقدمہ کتاب میں جب اجمالی حوالہ دے چکے تو اب کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کی ہر ہر عبارت کو وہ اپنی بات کہیں۔

صورت حال کا صحیح جائزہ

قادیانیوں نے اس بحث میں اب تک جتنے مضمون لکھے ہیں ان میں سے کسی میں حضرت مولانا تھانویؒ کی دیانت اور نیت پر کوئی الزام نہیں لگایا گیا معلوم ہوتا ہے ان کی صدق مقالی پر انہیں بھی عمومی اتفاق ہے۔

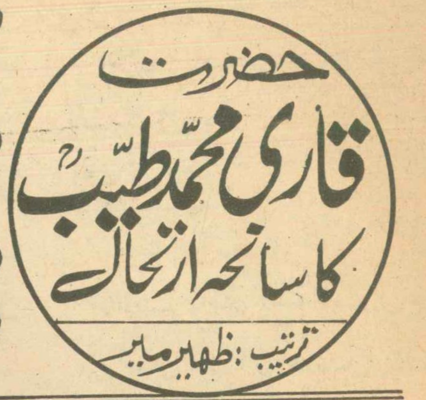
مولانا تھانویؒ المصالح العقلیہ کے مقدمہ میں تصریح کرتے ہیں کہ انہوں نے کئی مضامین ایک ایسی کتاب سے نقل کئے ہیں جس میں بیشتر باتیں غلط تھیں۔ مولانا تھانویؒ نے اس ایک کتاب کے سوا اور کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پاس ایسی کتاب ایک ہی تھی ——— مگر دوسری طرف یہ بات بھی ہے کہ حضرت تھانویؒ کی اس کتاب المصالح العقلیہ میں مرزا صاحب کی پانچ کتابوں کی عبارات ملتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ حضرت تھانویؒ اپنے مقدمہ میں اگر ایک کتاب کا ذکر کر سکتے تھے تو پانچ کتابوں کا ذکر کرنے میں انہیں انکار کی کیا وجہ ہو سکتی تھی؟ کوئی نہیں! سو ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ آپ کے سامنے واقعی ایسی کتاب ایک ہی تھی جیسا کہ آپ نے بیان کیا نہ کہ پانچ ——— تاہم یہ حقیقت ہے کہ المصالح العقلیہ میں مرزا صاحب کی پانچ کتابوں کی عبارات موجود ہیں۔ قادیانی مضمون نگار اپنے کسی مضمون میں اس تعارض کو حل نہیں کر پائے نہ انہوں نے کوئی اور خارجی حوالہ پیش کیا ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ نے یہ مضامین مرزا صاحب کی پانچ کتابوں سے اخذ کئے ہیں۔

رفع تعارض

رفع تعارض کے لئے تمام عقلی احتمالات سامنے لائے جاتے ہیں یہاں رفع تعارض صرف اسی صورت میں ہوتا ہے کہ کسی اور کتاب کو مرزا صاحب اور حضرت مولانا تھانویؒ میں واسطہ بنایا جائے اور سمجھا جائے کہ اس کتاب میں مرزا صاحب کی پانچوں کتابوں کے مضامین بلا حوالہ منقول ہوں گے اور مولانا تھانویؒ نے اس کتاب سے وہ مضامین اپنی کتاب میں لئے ہوں گے۔ رفع تعارض کے لئے اس قسم کے سب احتمالات کو دیکھنا ہوتا ہے راقم الحروف نے اگر اس رفع تعارض کے لئے عین ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے، کے پہلوؤں پر اگر توجہ دلائی ہے تو کوئی گناہ نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ جناب محمد شبیر بہل علمی مضامین اور تاریخی تحقیقات کے کوچہ میں کبھی بھول کر بھی نہیں گذرے ورنہ وہ کبھی اسے عذر گناہ بدتر از گناہ کا عنوان نہ دیتے۔

بقیہ: منشور اعظم ص ۲۴ سے آگے

علیہ وسلم کو دیکھا نہیں۔ ان کے ارشادات کے نغمۂ الوہیت سے ہماری روح لے کیف اہتزاز کی دولت نہیں پائی۔ لیکن ان کی تعلیم تلقین اور تبلیغ ہم تک پہنچی اور ہم نے حضور کی دعوت پر ماسوائے کا انکار کر کے اللہ کو رب حقیقی، رسول برحق کو آخری نبی، کعبۃ اللہ کو اپنا مرکز ایمان و قرآن، روضۃ النبی [illegible] کو اپنی محبت و عقیدت کا مرکز بنا لیا۔



- حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کی وفات حسرت آیات سے ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ (حضرت انور دامت برکاتہم)
- ملت اسلامیہ ایک گوہر بے پایاں سے محروم ہو گئی ہے۔

(حضرت مولانا محمد اجمل خان)

- حضرت قاری صاحبؒ کے وصال سے دیوبندیت یتیم ہو گئی ہے۔ (مولانا میاں محمد اجمل قادری)
- کراچی کی بڑی شاہراہ کو قاری محمد طیبؒ کے نام سے منسوب کیا جائے۔

(تعزیتی اجتماع میں مطالبہ)

دار العلوم دیوبند (انڈیا) کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے سلسلہ میں پورے ملک میں تعزیتی اجلاسوں اور قرآن خوانی کا سلسلہ جاری ہے۔ ملک کے گوشے گوشے سے یہاں ادارہ خدام الدین میں سینکڑوں تعزیتی خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ادارہ خدام الدین نے یہ صفحات حضرت قاری طیب صاحب کی وفات کے سلسلہ میں آنے والے خطوط کے لئے مختص کئے ہیں خطوط کی آمد کی ترتیب سے انہیں اشاعت کے لئے جگہ دی جائے گی۔ (ادارہ)

لاہور: حضرت قاری طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفاتِ حسرت آیات کی ناگہانی خبر سُن کر اہلِ لاہور کے دلوں پر دکھ اور غم کی لہر دوڑ گئی۔ جگہ جگہ سے لوگ یہاں شیرانوالہ کے مرکز میں جمع ہونے شروع ہو گئے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے حضرات نے حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ اور صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری سے تعزیت کی۔

جامعہ اشرفیہ لاہور اور قلعہ لچھمن سنگھ لاہور اور حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب کے مدرسہ میں حضرت قاری صاحب کی روح پُر فتوح کو ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کی محافل بھی منعقد ہوئیں جن میں سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں جمعرات بعد نماز مغرب قران خوانی کی گئی۔ جس میں مقامی حضرات کے علاوہ ملک کے دوسرے مقامات سے آئے ہوئے سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی اور بعد نماز عشاء جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ایک عظیم الشان تعزیتی جلسہ عام زیر صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ منعقد ہوا۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب نے حضرت قاری صاحب کی شخصیت کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت قاری صاحب کے وصال سے دیوبندیت یتیم ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت قاری صاحب نے ۵۶ سال دار العلوم دیوبند کے مہتمم کی حیثیت سے جو شاندار خدمات انجام دی ہیں تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھی جائیں گی انہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم حضرت قاری صاحبؒ کے بتائے ہوئے اصولوں پر اپنی زندگیاں استوار کریں۔ جلسہ عام سے خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب نے بڑا مدلل اور پر مغز خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت قاری صاحب ہمارے اسلاف کی طرح علم کا مجسمہ تھے۔ حضرت قاری صاحب نے اپنے علم، تقویٰ اور خوش الحانی سے ہزاروں لوگوں کے عقیدے درست کئے اور سینکڑوں لوگ آپ کے علم اور عمل کو دیکھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت مولانا اجمل خان صاحب نے بانی دار العلوم دیوبند حضرت مولانا

محمد قاسم نانوتویؒ کی ذات گرامی کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج پوری دنیا میں جہاں بھی اسلام اور دین کی روشنی نظر آتی ہے۔ وہ بالواسطہ یا بلا واسطہ دار العلوم دیوبند کا ہی کارنامہ ہے۔ مولانا اجمل خان صاحب نے بتایا کہ حضرت قاری صاحب ہر روز دو پارے قرآن عزیز کے پڑھ کر اپنے والد گرامی حضرت مولانا قاری محمد احمد صاحب کی روح کو ایصالِ ثواب کیا کرتے تھے۔ اور یہی عمل حضرت قاری صاحب کے والد کا اپنے والد گرامی کے لئے تھا۔ مولانا اجمل نے فرمایا کہ اس پورے خانوادے نے دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے جو بے بہا خدمات انجام دی ہیں تاریخ انہیں کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ حضرت مولانا اجمل خان صاحب نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت قاری صاحبؒ کی وفات سے ملتِ اسلامیہ ایک گوہرِ بے پایاں سے محروم ہو گئی ہے۔

اس عظیم الشان جلسہ عام کے اختتام پر حضرت اقدس دام برکاتہم العالیہ نے خطاب کرتے ہوئے حضرت قاری صاحبؒ کی شخصیت کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے حضرت قاری صاحبؒ کا شاگرد ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ حضرت قاری صاحب نے دار العلوم دیوبند کے مہتمم ہونے کی حیثیت سے جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں۔ ملت اسلامیہ اُسے قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ قاری طیب صاحبؒ کی وفات حسرتِ آیات سے دینی حلقوں میں ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جو کبھی پورا نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ حضرت قاری صاحبؒ نے اپنے رفقاء کے ساتھ تحریک پاکستان میں جو شاندار خدمات انجام دی ہیں۔ انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت اقدس نے امید ظاہر کی کہ اسلامی نظام کی ترویج و اشاعت میں حضرت قاری صاحب کی خدمات سے مستقبل میں فائدہ اُٹھایا جائے گا۔ انہوں نے اسلامی نظام کے خدوخال واضح کرنے کے لئے اپنی تصانیف کے ذریعے بے پایاں خدمات انجام دی ہیں حضرت اقدس نے قاری صاحب کے لئے بڑی پر سوز دُعا فرمائی۔

کراچی (رپورٹ راشد محمود)

دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت قاری طیب صاحبؒ اگر واضح طور پر مسلم لیگ کی حمایت نہ کرتے تو ۱۹۴۶ء میں قائد اعظم کے دست راست قائد ملت نواب زادہ لیاقت علی خاں میرٹھ کے حلقۂ انتخاب سے سنٹرل اسمبلی کے ممبر منتخب نہ ہو سکتے۔ قاری محمد طیب صاحبؒ عمر بھر ملت اسلامیہ کے قلوب کو علوم نبوت سے منور کرتے رہے ان کے انتقال سے علم و عرفان کا سورج غروب ہو گیا۔ کراچی کی کسی بڑی شاہراہ کو قاری طیب صاحبؒ کے نام سے منسوب کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار گذشتہ شب جامعہ قاسمیہ ہاشمیہ نارتھ کراچی میں معروف دانشور اور صحافی جناب اشتیاق اظہر، جناب اقبال صدیقی، مولانا آصف قاسمی اور مولانا عبد الرشید انصاری نے مولانا قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی عظیم دینی و ملی خدمات پر خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کیا۔

تعزیتی اجلاس سے پاکستان سُنی کونسل کے ناظم اعلیٰ جناب شیخ محمد یوسف بجلی والا، جامعہ قاسمیہ ہاشمیہ کے مہتمم مولانا فیض محمد فیض نقشبندی، مولانا فیض الباری، مولانا محمد احمد مدنی، قاری عبد الرحمٰن، مولانا الیاس فاروقی اور قاری افضال الحق نے بھی خطاب کیا۔

جناب اشتیاق اظہر نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ ایک بلند پایہ عالم دین محقق و مصنف اور حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے صحیح جانشین تھے۔ انہوں نے اپنی زندگی کو عطیہ خداوندی سمجھ کر عمر بھر علوم اسلامی اور ملتِ اسلامیہ کی خدمت کی یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ان جیسا عارف حق ہم گنہگاروں کے عہد میں پیدا ہوا۔

مولانا عبد الرشید انصاری نے مطالبہ کیا کہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کی شاندار دینی و ملی خدمات

ظلمت کدہ ہند میں تبلیغ اسلام اور پاکستان سے بے پناہ محبت کے اعتراف میں کراچی کی کسی بڑی شاہراہ کو مولانا قاری طیب کے نام سے منسوب کیا جائے۔

میانوالی:- حضرت مولانا محمد رمضان صاحب خطیب جامع مسجد موتی میانوالی نے نماز فجر کے بعد تمام نمازیوں کے ساتھ سورۂ فاتحہ و نفل شریف پڑھ کر دعا مغفرت و ایصالِ ثواب کیا۔ حضرت مولانا محمد رمضان نے ادارہ خدام الدین کے نام ایک تعزیتی نامہ میں یہ کہا ہے کہ حضرت قاری طیب صاحب کی وفات، ایک فرد کی نہیں بلکہ ایک عالم کی وفات ہے۔ قاری صاحب کی وفات علمی طبقہ کا نقصان عظیم ہے جس کی تلافی مستقبل قریب میں مشکل ہے۔ موصوف بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ (آمین)

حاصل پور ضلع بہاولپور! مدرسہ عربیہ تدریس القرآن رحیمیہ میں ۲۰ر جولائی بعد نماز عصر علامہ محمد عبدالجمیل صاحب کی زیر صدارت ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں حضرت قاری صاحب مرحوم کی وفات کو براعظم ایشیا کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔ بعد نماز مغرب حکیم الاسلام کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔

گوجرانوالہ:- حضرت قاری طیب صاحب کی وفات حسرت آیات پر گوجرانوالہ کی تمام بڑی مساجد اور خصوصًا مدرسہ نصرت العلوم، انوار العلوم، جامعہ اشرفیہ باغبانپورہ میں بڑے بڑے تعزیتی اجلاس منعقد ہوئے اور قرآن خوانی کی گئی۔ مقررین نے تعزیتی اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے حضرت قاری صاحب کی خدمات کو شاندار الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔

جھنگ: (رپورٹ محمد اقبال شہروانی) جھنگ صدر اور شہر کی تمام بڑی مساجد میں حضرت قاری طیب صاحب کی روح پُرفتوح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ اور تعزیتی اجتماعات میں حضرت قاری صاحب کی خدمات کو سراہا گیا۔ جامع مسجد لاہوری میں تعزیتی اجتماع میں حضرت قاری صاحب کی وفات کو عالم اسلام کے لئے ایک ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ ادارہ خدام الدین کے نام تعزیت نامہ میں حضرت قاری صاحب کی وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا۔

بقیہ : منشورِ اعظم

ہے اب کسی وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں اور ایک تہائی سے زیادہ مال کی وصیت جائز نہیں۔ لڑکا اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا۔ زناکار کے لئے حجر یعنی (حرمان ہے) جو لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کے نسب سے ہونے کا دعویٰ کرے جو غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے اس پر خدا کی، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کی توبہ قبول ہوگی نہ ہدیہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نبی برحق نے ایک لاکھ چودہ ہزار جان نثارانِ توحید کے مجمع عظیم کے سامنے بیت اللہ کے سایہ رحمت میں مسلمانوں کی دینی اور دنیوی زندگی کے لئے یہ زرّیں اصول ارشاد فرمائے۔ وقت کے خوشخط کاتب نے ہر حرف کو تاریخ کے صفحات پر ابدالآباد کے لئے محفوظ کر دیا۔ ایک لاکھ چودہ ہزار نفوس انسانی کا وہ مجمع کثیر خوش قسمت تھا کہ اس نے اپنے کانوں میں یہ ارشادات سُنے اور اپنی آنکھوں سے جمالِ نبوت کو جلال و کمال کی شاہانہ تمکنت و وقار سے آراستہ دیکھا۔ محبت جو اپنی سادگی فطرت اور خلوص نیت کے باوجود راہِ محبت میں "رقابت" کو اپنا طریق بنا چکی ہے۔ بڑی راز داری کے ساتھ اس موقع پر کہتی ہے۔

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے
میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھ سے دیکھا جائے ہے

اور چودھویں صدی ہجری کے برقی رفتار ادوار و اوقات میں زندگی گذارنے والے ہم سب مسلمان بھی اپنی طالعی پر نازاں ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے — مدیر

نورالایضاح معہ ترجمہ نورالاصباح وشرح ایضاح الاصباح

شرح : مولانا سیّد محمد میاں دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ

ملنے کا پتہ : مکتبہ قاسمیہ ۱۷ اردو بازار لاہور

نور الایضاح فقہ حنفی کی مشہور و متداول کتاب ہے۔ حضرت الشیخ ابوالاخلاص الشرنبلالی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف تھے جنہوں نے "مراقی الفلاح" کے نام سے خود ہی اس کی شرح لکھی جو بہت ہی قابل قدر کتاب ہے۔ مولانا سید محمد میاں دیوبندی قدس سرہٗ تصنیف اور تدریس دونوں ہی میدانوں میں ایک صاحب کمال ہستی تھے ان کے قلم سے اَن گنت قیمتی اور نادر کتابیں نکلیں جن میں سے ہر کتاب کی اپنی جگہ بے حد اہمیت ہے اس مفید ترین کتاب کا ترجمہ اور مفید حواشی کے ساتھ مرتب کرنا مولانا کی بہت بڑی علمی خدمت ہے اور اس خدمت کے سبب یہ کتاب عربی مدارس کے طلبہ کے ساتھ ساتھ عام اردو دان حضرات کے لئے بھی نفع مند ہو گئی ہے۔ تقسیم ملک سے قبل سے یہ کتاب چھپنا شروع ہوئی۔ ہندوستان کے متعدد ایڈیشنوں کے بعد پاکستان میں پہلی بار بڑے اہتمام سے چھپی ہے۔ ناشر مستحق تبریک ہیں۔ امید کہ اس کتاب کی قدر افزائی ہوگی۔

فاضل بریلوی کا حافظہ

تالیف : انوار احمد صاحب

قیمت : -/۱۵ روپے

ملنے کا پتہ : انجمن ارشاد المسلمین ۶۔بی شاداب کالونی، حمید نظامی روڈ لاہور

"اعلیٰ حضرت بریلوی" کے خدام و عشاق نے موصوف کے متعلق مبالغہ آرائی کا جو طریق اختیار کیا ہے اس کے نتیجہ میں فاضل بریلوی کے متعلق گمان ہونے لگتا ہے کہ وہ مافوق الفطرت قسم کے انسان تھے۔ لیکن ایسی بات نہیں بلکہ موصوف اپنی ذات و کمالات کے اعتبار سے امت مرحومہ کے لئے بلائے ناگہاں اور مصیبت جان تھے۔ انہوں نے اپنی زبان و قلم کے جو تیر و نشتر چلائے ان سے امت کا اجتماعی وجود ایسا مجروح ہوا کہ ہزار کوششوں کے باوصف اس کے زخم مندمل نہیں ہو رہے۔ اس کے علاوہ ان کے عشاق کی طرف سے پھیلائے ہوئے فرضی کمالات کی کوئی حقیقت نہیں جس کا بیّن ثبوت یہ کتاب ہے۔

فاضل مرتب نے بڑی خوبصورتی، دقیقہ رسی اور محنت سے آپ کے حافظہ کے متعلق پھیلائی جانے والی کہانیوں کا تجزیہ کیا ہے اور بریلی شریف کے اکابر و اصاغر کو ایسا آئینہ دکھایا ہے — کہ بقول کسے ع :-

آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لے کے رہ گئے
صاحب کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

برادرانِ اہلسنت! یہ نادر تحفہ اور گلدستہ عجیبہ جلد حاصل کریں انجمن اس کی اشاعت پر مستحق شکریہ ہے۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تصنیف : محقق عصر مولانا محمد نافع
قیمت :
ملنے کا پتہ : مکہ بکس ۵ بخشی سٹریٹ متصل چوک اردو بازار، لاہور

حضرت مولانا محمد نافع دورِ حاضر کی علمی و تحقیقی تاریخ کا ایک روشن باب ہیں۔ متعدد کتابوں کے علاوہ "رحماءُ بینھم" ۴ جلدوں ہیں ان کا وہ شاہکار ہے جس کی روشنی ہیں صبح قیامت تک ایک دنیا جگمگاتی رہے گی —— اب یہ بقامت کہتر بقیمت بہتر کے مصداق رسالہ آیا ہے جو مظلوم امت حضرت سیدنا ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سچے حالات کا خوبصورت مرقع ہے۔ رسول اللہ علیہ السلام کے سسر و خوشدامن، حضرت یزید و معاویہ اور ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے والدین، مکہ کے سردار و رئیس، اسلام کے مخلص خادم و جانثار، میاں بیوی کی سیرت مطہرہ کا یہ حسین گلدستہ سیاہ باطن روافض کے ساتھ ساتھ نام نہاد سُنی عوام کے لئے نور بصیرت ہے جس کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ مصنف و ناشر کا ڈھیروں شکریہ!

برادران اہلسنت اس خوبصورت کتابچے کو بعجلت تمام حاصل کریں۔

رضاخانی مذہب حصّہ اوّل

علامہ سعید احمد قادری کی کاوش و کوشش سے مرتب ہونے والی یہ کتاب جو ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے ایک آئینہ ہے ان لوگوں کے لئے جو ساری کائنات کو کافر گردانتے اور محض اپنے ہی کو مسلمان سمجھتے ہیں وقت کے اکابر علماء کی تقاریظ سے مزین یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ جناب فاضل بریلوی اور ان کے نام لیواؤں نے حضرت حق جل و علیٰ مجدہٗ کی کس کس طرح توہین کی؟ انبیاء علیہم السلام کی توہین کا کس کس طرح ارتکاب کیا؟ کلمہ طیبہ کے بالمقابل کتنے کلمے گھڑے؟ اور درود پاک کے بالمقابل اپنے طبقہ کے لئے کس طرح ایک دو نہیں ۴۶ درود وضع کئے مثلاً اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی السید الشاہ ابی الفضل شمس الملّۃ والدین آل احمد اچھے میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پھر صحابہ کرام کی توہین کے مکروہ نمونے کتاب سے آپ کو معلوم ہونگے حضرات اولیاء کرام کی توہین کا مکروہ شغل سامنے آئے گا۔ اس "مذہب" کے فقہی مسائل کا چیستان معلوم ہوگا اور پھر حرام مال ہضم کرنے کے طریق اور اعلیٰحضرت کے دین و مذہب کی تفصیل و وصیت کے ساتھ ساتھ ایک آئینہ حقیقت نما کے طور پر اعلیٰحضرت کی حقیقت بے نقاب ہو گی۔ بہرحال کہیں کہیں زبان کی تلخی موجود ہے لیکن وہ مجبوری کے سبب، کہ ایک غیرت مند مسلمان ان چیزوں کو پڑھ کر برداشت نہیں کر سکتا۔ جن کی آنکھوں کا پانی مر نہیں گیا ان کے لئے یہ کتاب نہایت نافع ثابت ہو گی قیمت ۲۰ روپے

ملنے کا پتہ مولوی گلزار احمد طیب مدرس جامعہ فضلیہ نواں کوٹ، عالی مسجد ملتان روڈ لاہور۔

عقیدہ عصمت انبیاء اور مودودی صاحب

از : مولانا قاضی مظہر حسین صاحب زید مجدھم
قیمت ۲/- روپے
ملنے کا پتہ : تحریک خدام اہلسنت چکوال ضلع جہلم

جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد صاحب کی شیعہ سنی دعوت اتحاد پر فاضل مکرم مولانا قاضی مظہر حسین کے نہایت وقیع رسالہ پر تبصرہ ان کالموں میں ہو چکا ہے۔ یہ رسالہ گویا اسی کا تتمہ اور ضمیمہ ہے۔ جس میں قاضی صاحب قبلہ نے عصمت انبیاء علیہم السلام کی حقیقت اور اس معاملہ میں مودودی صاحب کے نظریات پر نہایت ٹھوس انداز سے بحث کی ہے۔ رسالہ کی ایک ایک سطر حضرات انبیاء علیہم السلام سے قاضی صاحب کے لازوال محبت و عشق کی منہ بولتی تصویر ہے۔

امید ہے کہ برادران اہلسنت اس کتابچہ کی قدر کریں گے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عزیز دانش صاحب۔ حیدرآباد۔ سندھ

ترا درسِ اخوت، فکرِ اُمت ہم نہ بھولیں گے
کبھی احساں ترا اے تاجِ رسالت! ہم نہ بھولیں گے

زن و مال و حکومت کے تحائف تو نے ٹھکرائے
خدا کی راہ میں یہ استقامت ہم نہ بھولیں گے

حرا کی غار، خندق کی صعوبت، بدر کا میداں
تری قربانیاں اے جانِ راحت! ہم نہ بھولیں گے

ترے ساتھی لٹائے جا رہے تھے سُرخ شعلوں پر
وہ ساعت یاد ہے ہم کو وہ ساعت ہم نہ بھولیں گے

لہو میں جوش آجاتا ہے ذکرِ جورِ طائف سے
مگر اے داعیِ حق! تیری شفقت ہم نہ بھولیں گے

مسلح دشمنوں نے تیرے کاشانے کو گھیرا تھا
وہ دہشتناک تیری شامِ ہجرت ہم نہ بھولیں گے

گلستانِ صداقت کو لہو سے سینچنے والے!
تیرے ندانِ قدس کی شہادت ہم نہ بھولیں گے

برائی پر بھلائی کی، مظالم پر دعائیں دیں
یہ تیری شانِ تبلیغ و اشاعت ہم نہ بھولیں گے

کھجوروں کی غذا، خاشاک کا گھر، ٹاٹ کا بستر
یہ تیرا اُسوہ صبر و قناعت ہم نہ بھولیں گے

سہیں گے زحمتِ زنداں، چڑھیں گے دار پر لیکن
تجھے اے صاحبِ ختمِ نبوت! ہم نہ بھولیں گے

زمانے کی ہر اک شے کو بھلا دیں گے مگر دانش
رسول اللہ کے فرمان و سنت ہم نہ بھولیں گے

۲۳ ستمبر کا پرچہ عید الاضحیٰ کی تعطیلات کی وجہ سے شائع نہیں ہوگا —— آیت کریمہ ۱۵ ستمبر بعد نماز مغرب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۷۴ ——— ہفت روزہ خدام الدین لاہور ——— فون رہائش ۳۱۱۱۸۲ | مدرسہ ۶۴۹۸۰

حضرت شیخ التفسیر رح کا ترجمہ و حاشیہ

قرآن عزیز

قسم اوّل ۱۲/۰۰ روپے

قسم دوم ۷/۰۰ روپے

مکتبہ انجمن خدام الدین لاہور

* گلدستہ صد احادیث نبوی ترجمہ و تشریح حضرت لاہوری رح ——— ۱/۰۰ روپے
* خلاصۃ المشکوٰۃ مشکوٰۃ کا خلاصہ، حضرت لاہوری رح کی محنت کا شاہکار ——— ۵/- روپے
* اصلی حنفیت مذہب حنفی کی سچی تصویر، حضرت لاہوری رح کے قلم سے ——— ۱/- روپے
* مقصد قرآن از حضرت لاہوری رح ——— ۱/- روپے
* ضرورۃ القرآن از حضرت لاہوری رح ——— ۱/- روپے
* خدام الدین حضرت لاہوری رح نمبر ——— ۲۵/- روپے
* رسائل کا سیٹ دو جلد فی جلد -/۱۰ روپے، یکمشت دونوں حصے منگوانے پر -/۱۸

ہر قسم کی دینی کتب منگوائیے۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔ آرڈر کے ساتھ نصف رقم پیشگی بذریعہ منی آرڈر ضرور بھیجیے

ناظم شعبہ نشر و اشاعت انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور

منظور شدہ ——— بذریعہ چٹھی ی ۹/ ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبر T.B.C ۲۳۶۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶
۵۰۹-۰ ڈ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۱۲/۴۰۱۰-۶۰ ۳۱۵۴۱۰ مارچ ۱۹۶۷ء